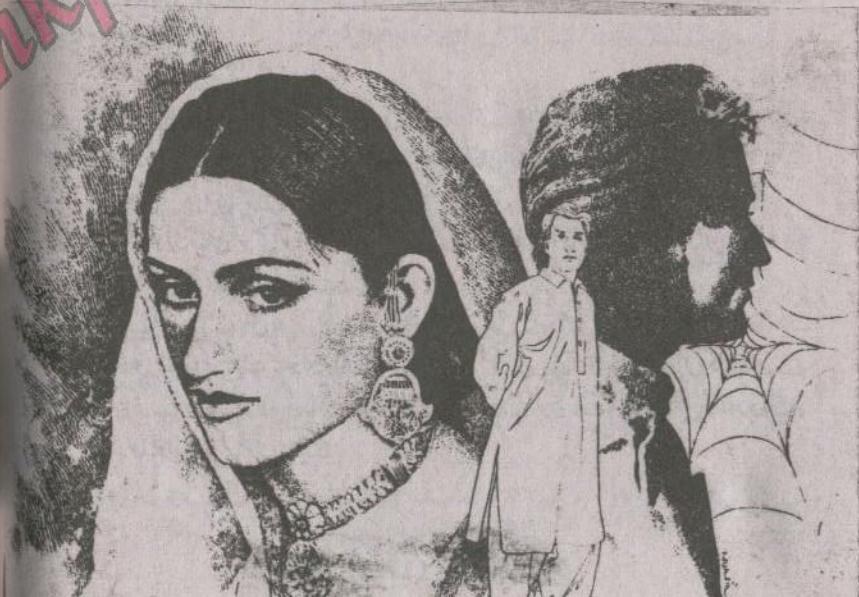


”اب تو میرا دل بھی ہوئے والے تجویز سے ملنے کے لئے بھل رہا ہے۔“ بھل کی زبانی ایزد کی تحریک سن کر عیحال نے اشتیاق سے بھر پورے میں کہا۔

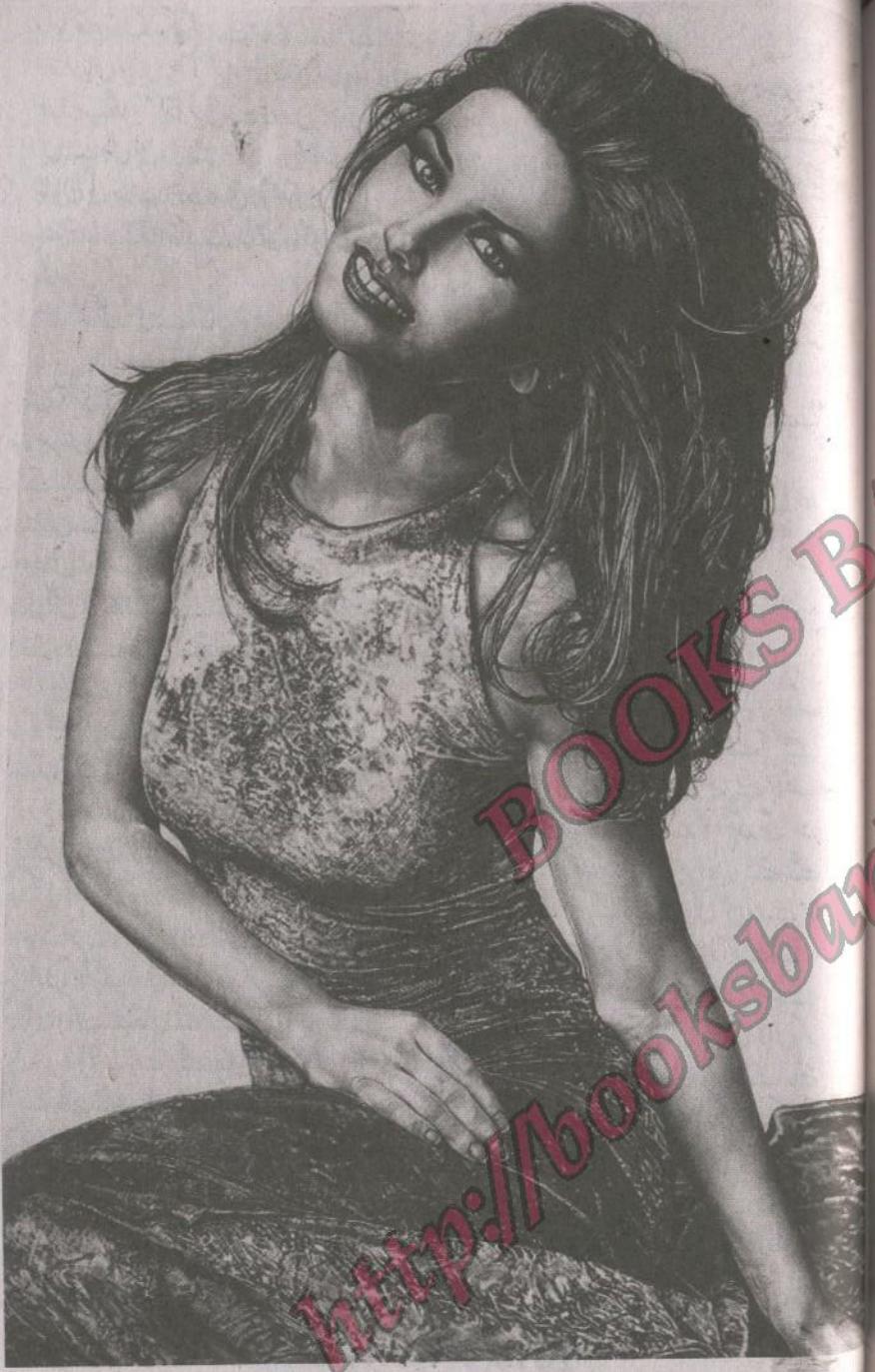
”یزی بہت کلاں لک اور ولیم میرڈ ہیں۔ بھل نے مزید کہا۔

”وہ تو ہونا ہی ہے، تایا جی نے فتح کیا ہے دنے والے داماد کو، سونے پر سہاگر مصروف بیرون ملک سے امیں لی اے کی ڈکری لے کر لوئے ہیں۔“ عیحال بنا کر ہی ایزد آفریدی کا استقبال پر جوش انداز میں کیا، عیحال ان کی لاذی بھائی میں خالہ نے دو پہنچتے سے کر پر جا

کامل ناول



<http://booksbankpk.org>



جی کی بھانجوں کے ساتھ مل کر عیشال نے خوب رنگ جایا تھا۔

ریشم کا ہے لہنگا میرا جالی کی چزیا چھن چھن چھن بولے میری پاؤں میں پائکی رات گئے تک لاکیوں نے رونق لگا رہی تھی، دادی کے تو نکے پر ہی انہیں سونے کا خال آیا تھا، دوسرا روز منٹی ہی سکل اپنی دوست میں کے ساتھ بارل چلی گئی تھی، تقریب کا انتظام لان میں ہی کیا گیا تھا، تائی بھی نے عیشال کے لئے بطور خاص جوڑا ہونا یا تھا، پاؤں پنک کلر کا خوب گھیر والا فراک اور چوڑی دار پاجامہ فراک پر سفید اور گرین رنگوں میں کام بنا ہاتھا، تین رنگوں میں رنگا برا اس پاہناری دوپہر لئے لائٹ میک اپ کیے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی، کافنوں میں سفر بڑے بڑے جھکے ڈال رکھتے تھے، بجل بھی کچھ تم نہیں کرنی، میرا کوئی نام بھی نہ لے۔” شیان جو کھنڈ دیکھ آگیا تھا، خالہ کے برادر میں صوفے پر گھنے ہوئے کریا ہوا۔

”ہاں عیشوں!“ شیان تو شادی کا نام بھی نہیں لینے دیتا۔ ”خالہ کو کوئی کیا۔“ اس نے کھو جنا چاہا، تو شیان جو چھن جھلا گیا۔

”اگر ایسا ہے بھی تو تمہیں کیوں نہادیں؟“ شیان کا پاٹ انداز دکھ کر اس کے پھرے سے بگت تکشیر ہو گئی، جسے دیکھ کر خالہ نے شیان کو دیکھنے لگا، ایک میل کو تو اس کے دل کی دھڑکن قسم پی گئی دل کو اس نے مری طرح ڈپا تھا یہ کہر یہ شخص اس کی بھیں کا مقدر ہے اس کی حکمرانی خصیت نے اس پر کچھ سارچھوںک رہی تھی، بڑی دتوں سے اس نے خود کو سر زدہ ہونے سے روکا، تائی بھی کے پکارنے پر وہ کچھ کچھ کرائی پر چھٹے گئی، اس کی نظریں بجل کی پرھیس جو ایزد کی کسی بات پر مکار رکھوائی تھی، بجل کی سیلیوں اور تائی

کا میری دعا میں تمہارے ساتھ ہیں، ایزد آفریدی بھی ایک بہترین اور شاندار جھنگی ہے، شیان کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اس کے دونوں نے ایک ہی اسکول سے بڑھا ہے، بعد ازاں ایزد انگلش چالا گیا تھا، دیے بھی مجھے جمل کی طرف سے کوئی فکر نہیں تھی، ارمان بھائی اور تمہاری دادی جمل کا بھلاہی سو جھیں گی، مجھیں بھی ایزد آفریدی جیسا اچاہم سفر جائے تو میری فکر دور ہو جائے۔“

”آپ تو ہاتھ پاؤں بھارتی ہیں خالہ شیان بھی جسے اچھے انسان ہی ماں ہو رہا ہے باہر کے لذکوں کی مدح سرائی کر رہی ہیں۔“ اس نے شیان کو آتے دیکھ لر تھا، بتہ بھی شرانتا کہا۔

”محظے تو تم معاف رکھو، مجھے فی الحال شادی نہیں کرنی، میرا کوئی نام بھی نہ لے۔“ شیان جو کھنڈ دیکھ آگیا تھا، خالہ کے برادر میں صوفے پر گھنے ہوئے کریا ہوا۔

”ہاں عیشوں!“ شیان تو شادی کا نام بھی نہیں لینے دیتا۔ ”خالہ کو کوئی کیا۔“ اس نے کھو جنا چاہا، تو شیان جو چھن جھلا گیا۔

”اگر ایسا ہے بھی تو تمہیں کیوں نہادیں؟“ شیان کا پاٹ انداز دکھ کر اس کے پھرے سے بگت تکشیر ہو گئی، جسے دیکھ کر خالہ نے شیان کو دیکھنے لگا، ایک میل کو تو اس کے دل کی دھڑکن قسم پی گئی دل کو اس نے مری طرح ڈپا تھا یہ کہر یہ شخص اس کی بھیں کا مقدر ہے اس کی حکمرانی خصیت نے اس پر کچھ سارچھوںک رہی تھی، بڑی دتوں سے اس نے خود کو سر زدہ ہونے سے روکا، تائی بھی کے پکارنے پر وہ کچھ کچھ کرائی پر چھٹے گئی، اس کی نظریں بجل کی پرھیس جو ایزد کی کسی بات پر مکار رکھوائی تھی، بجل کی سیلیوں اور تائی

کا میری دعا میں تمہارے ساتھ ہیں، ایزد آفریدی بھی ایک بہترین اور شاندار جھنگی ہے، شیان کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اس کے دونوں نے ایک ہی اسکول سے بڑھا ہے، بعد ازاں ایزد انگلش چالا گیا تھا، دیے بھی مجھے جمل کی طرف سے کوئی فکر نہیں تھی، ارمان بھائی اور تمہاری دادی جمل کا بھلاہی سو جھیں گی، مجھیں بھی ایزد آفریدی جیسا اچاہم سفر جائے تو میری فکر دور ہو جائے۔“

”جمل کیسی ہے، خالہ لو چھڑی تھیں۔“ ”وہ خالہ کے سامنہ ان سے بیدار ہے میں نے تمہارے پسندیدہ سینٹرو جز بنوائے ہیں تم لو چک ردم میں چلو، میں چائے لے کر آرہی ہوں۔“ وہ گلوں میں جائے اٹھیں رہی شیان کی جانب متوجہ ہوئی جو بھوک لکنے کی وجہ سے شور کر رہا تھا، خالہ کے ساتھ وہ بھی پکن میں آگئی۔

”جبل کیسی ہے، خالہ لو چھڑی تھیں۔“ ”وہ خالہ کے سامنہ ان سے بیدار ہے میں آگئی، بندپور لیٹے لیٹے بھانے سے بیدار ہے میں آگئی، تب نہیں پوچھا تو اپنی بہن کے بارے میں پچھن نہیں پوچھا، جانے دونوں بہنوں کے درمیان کون سی چیز تھی جس سے عیشال ناواقف تھی، فری خالہ ہی نہیں دادی اور تائی بھی ماما کا ذکر نہیں کرتے تھے، اگر وہ لوگ ماما کے وجود سے نالاں تھے تو درمیان جانب بھی ان لوگوں سے اتنی ہی بیزار تھیں، بلکہ وہ اپنے انتہا کو شوون کے باوجود عیشال کو ان رشتہوں سے بدل گمان نہیں کریا تھیں، بھی بھی اسے لگتا تھا کہ در پردہ ماما ان لوگوں سے خوفزدہ ہیں، خالہ سے اپنی کرتے کرتے نجاں کہ اس کی آنکھ لگئی، آنکھ کھلی تو دیکھا کہ شام اپنے پر پھیلا چکی تھی خالہ کمرے میں موجود نہیں تھیں، ہاتھوں سے بالوں کو نمیک کرتی ہوئی وہ کمرے سے باہر نکل آئی، پکن سے خالہ کے بوٹے کی آواز آرہی تھی۔

”آپ نے مجھے جھیلائی کیوں نہیں؟“ اس نے پکن کے دروازے پر کر خالہ سے پوچھا، فری خالہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور پھر مسکرا دیں۔

”تم سوتے میں اتنی پیاری اور معموم لگ رہی تھیں کہ میرا دل ہی نہیں چاہا کہ تمہاری نیند خراب کروں۔“ خالہ نے پیار سے دیکھا تو

”تم سوتے میں اتنی پیاری اور معموم لگ رہی تھیں کہ میرا دل ہی نہیں چاہا کہ تمہاری نیند خراب کروں۔“ خالہ نے پیار سے دیکھا تو

لئے چلنا ہو گا، میں تمہیں شاپنگ کروانا چاہتی ہوں۔” یہ الفاظ تائی جی نے اس وقت ادا کے چھ عالیاں وہ دوی سے ملا چاہتی تھی، مجبور ازیزی کو جب انہیں پڑا لگا کہ عیشال اب رکنے والی نہیں ہے، تائی جی کے الفاظ ان کو عیشال اور جمل دلوں پر جوش ہو کریں، دادی کو تباہ کروہ تینوں گھر میں موجود گاڑی میں روانہ ہوئیں، گاڑی عیشال ڈرائیور کر رہی تھی۔

”تائی جی گول گپے بھی کھائیں گے۔“

عیشال نے چٹکارہ لیا۔

”اور چاٹ بھی۔“ جمل نے اس کا بھرپور ساتھ دیا جکہ رابعہ مسلسل مکار ہی تھیں، شاپنگ مال سے تائی جی نے اس کے لئے سوت اور ایک سو یار خریدا جبکہ جمل نے اس کے لئے خوبصورتی چوڑیاں خریدیں، ویسی ہی چوڑیاں اس نے جمل کو دلوںی تھیں، تائی جی اب دادی کے لئے شال لے رہی تھیں کیونکہ سردوں کی آمد آمد تھی، جمل بھی اپنے لئے کارڈ میکن دیکھ رہی تھی، جبکہ وہ خواب سجائے، عیشال آفتاب کے نہیں، عیشال تمہارے لئے بھرمنوں کے، اس نے دوسرا تکمیلہ پر رکھا اور سونے کی کوشنگ لگانے لگا، کچھ دیر پہنچ گئی، تب ہی اسے خود پر کسی کی نظر دوں کی دیوار کر شے میں دیکھا تو اسے ایزد آفریدی کا عکس نظر آیا جو اس کے پیچے کچھ فاصلے پر کھڑا باتی تھے، گریجویشن کے بعد وہ اپنی ایک دوست کے بارٹک کے لئے ڈریس ڈیزائن کرنی تھی، جمل چاہتی تھی کہ وہ خرید کچھ دن رک جائے لیکن وہ رضا منہ نہیں تھی، بڑی مشکل سے وہ جمل کی ناراضگی دوڑ کریں گے، بر اصل وہ ایزد آفریدی کا شاپ سے باہر کلک گیا، جبکہ عیشال کے اندر تک کڑواہٹھے چل گئی۔

”غصہ جمل کے لائق نہیں ہے۔“ اس نے ہونٹ سکوڑے اور پر فیوم واپس رکھتی مردی اور تائی جی اور جمل کو ڈھونڈنے تھی، ایزد آفریدی کروں گی، تین تمہیں میرے ساتھ شاپنگ کے

تو اس نے ہجامہ کھڑا کر دیا اور اتنا روئی کہ بخار کے عالیاں وہ دوی سے ملا چاہتی تھی، مجبور ازیزی کو اس کی بات مانی پڑی تب سے وہ چھپاں دادی کے پاس ہی گزارہ تھی، جمل البتہ کم ہی آتی تھی اور اسکی بات کا زری کو بہت قلت تھا، اب بھی عیشال ملنگی کے بہانے پندرہ دن کے لئے لاہور پہنچ گئی تھی۔

☆☆☆

اس نے ہجے پر سر کہ کامکھیں موند لیں تھیں بند آنکھوں کے پیچے دہ دلشیں چہرہ مکرانے لگا، جس کی سنگری آنکھیں لو دے رہی تھیں اس نے فوراً آنکھیں ھول دیں۔

”بہشت وہ جمل کی بہن ہے، تمہاری ملکیت کی بہن، یہ رے ایمانی نہیں چلے گی ایزد آفریدی۔“ اس نے خود کھڑک کا۔

خواب دینے ہیں تو جمل آفتاب کے خواب سجائے، عیشال آفتاب کے نہیں، عیشال تمہارے لئے بھرمنوں کے، اس نے دوسرا تکمیلہ منہ پر رکھا اور سونے کی کوشنگ لگانے لگا، کچھ دیر بعد ہی وہ نیند کی وادیوں میں ھوچکا تھا۔

عیشال کے کراچی واپس جانے میں چند روز باتی تھے، گریجویشن کے بعد وہ اپنی ایک دوست کے بارٹک کے لئے ڈریس ڈیزائن کرنی تھی، جمل چاہتی تھی کہ وہ خرید کچھ دن رک جائے لیکن وہ رضا منہ نہیں تھی، بڑی مشکل سے وہ جمل کی ناراضگی دوڑ کریں گے، بر اصل وہ ایزد آفریدی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، میں نکہ حقیقی کہ جب کیا تھا کہ پیٹا ہاتھ سے نکل چکا تھا، کاش بج وہ برس کے سلسلے میں کراچی گیا تھا، بت وہ اس تک سے حد ریچل برداشت ہوئی تھی، زیریں کا کھلاڑی ادا انداز نہیں سخت تا کوارگز رہتا تھا، انہیں یقین ہو گیا تھا کہ پیٹا ہاتھ سے نکل چکا تھا، کاش بج وہ برس کے سلسلے میں کراچی گیا تھا، بت وہ اسے اکیلانہ جانے دیتیں یا خود اس کے ساتھ چلی جاتیں، پاچھر اس کی شادی اگر کے بیوی کو اس کے ساتھ بھیجنیں، لیکن اب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا، سو اب سب کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، چند روزہ کر آفتاب اپنی نئی نویلی دہن کو لے کر کراچی لوٹ گئے، وقت اپنی رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا، شادی پسند بھی تھا، جمل سے اس کا رشتہ اس کے والد کی پسند پر طے ہوا تھا، اس کے والد ایزد آفریدی اور ارمان احمد کے درمیان گھری دوستی تھی اور یہ دوستی کے چند مہینوں بعد ہی آفتاب کو احساس ہو گیا کہ انہوں نے زیرینہ کو زندگی میں شامل کر کے ٹھیک

آفتاب احمد کا بھی پورا حصہ تھا، آفتاب احمد کے انتقال کے بعد بھی ارمان احمد اور فرید آفریدی کے درمیان مراسم پہلے سے وہ چھپاں دادی تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے ایزد اور جمل کے درمیان رشتہ جوڑا گیا تھا، بلکہ وہ تو نکاح کروانا چاہ رہے تھے مگر ارمان احمد کو اعتراض تھا کہ تیا جی کا انتقال جمل کے لئے موزوں نہیں ہے، رات گھنے تقریب اختتام پذیر ہوئی تھی۔

☆☆☆

”کیا سوچنے لے آپ؟“ عیشال نے اسے متوجہ کیا۔

”سوچ رہا ہوں آپ سے پہلے ملاقات کیوں نہیں ہوئی۔“ اس کے انداز میں وہی شرارت تھی جو سالی اور بہنوں کے رشتے کا خاصہ ہوا کرتی ہے، عامیانہ پن کی جمل بھی نہیں تھی، مگر پھر بھی عیشال کو اس کا اندازنا گوارگز راتھا اور وہ تک کر بولی۔

”اچھا ہی ہوا کر میں آپ سے پہلے نہیں طی ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس نشت تک پہنچنا نصیب نہ ہوتا۔“ اس کا انداز جمل کو کھلا تھا اور تو اس نے اپنا پیر عیشال کے پیر پر مار کر اسے فضول بولنے سے روکا۔

”بہت خوب۔“ ایزد نے اس کے انداز کو انجوائے کیا تھا، یہ تو طے تھا کہ عیشال اور جمل ایک دوسرے سے بہت مختلف تھیں، ایزد پھر سے جمل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا جو کہ اس سے ماہنور کے بارے میں پوچھ رہی تھی، ماہ تور جو کہ ایزد کی چھوٹی بہن تھی اور اس سے میں زیر تعلیم تھی، ایزد ایک مضبوط کردار کا نوجوان تھا اور کافی حد تک ادا پسند بھی تھا، جمل سے اس کا رشتہ اس کے والد کی پسند پر طے ہوا تھا، اس کے والد ایزد آفریدی اور ارمان احمد کے درمیان گھری دوستی تھی اور یہ دوستی تعلیمی دور میں پروان چھٹی تھی، اس دوستی میں

کال آئی تھی، اس کی مہما پچلا نہ ہیں۔ ”اس نے بتایا۔

”اوے ڈارلنگ! میں آفس سے لیٹ ہو رہی ہوں۔ ”تو وہ کام کا گال پختپا کر پیکر سنہاتی ہوئی آگے بڑھ گئیں، وہ ان کی پشت کو پھٹی رہ گئی، وہ اب بھی اتنی ہی اسارت حصیں البتہ سگریٹ نوشی نے ان کے ہونٹوں کو سیاہ کر دیا تھا۔

☆☆☆

”یارا جا ٹک آئی کو کیا ہوا جو ہاپچلا نہ کرنا پڑا۔ ”ہاپچل کی راہداری میں ثانیہ کے ساتھ چلتے ہوئے اس نے پوچھا، وہ دونوں ہاپچل کے لان کی سمت جا رہی تھیں، ثانیہ کی مہماں وقت سورہی تھیں ان کی بہوان کے پاس تھی۔

”پرسوں رات عدنان بھائی سے بحث ہو گئی تھی اسی بات کو لے کر ان کا لی شوت کر گیا تھا۔ ”ثانیہ کی آنکھوں میں بھی پھیل تھی تھی، وہ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی اور اپنی والدہ سے زندگی بھی تھی، وہ دونوں لان میں بھی شیخی پر بیٹھنے کیسی تھیں، ہبھتال میں اس وقت کاتی چل پہنچنے کیسی تھیں، ہبھتال کی سمت میں اس وقت کاتی چل پہنچنے کیسی تھیں، اس رخ سے پیشی بھی کہ کوریڈور سے باہر آنے والے افراد اس کی نظروں سے سامنے سے گزرتے ہوئے باہر جا رہے تھے، ثانیہ بہاری تھی کہ بھا بھی کی والدہ اپنے بیٹے کا رشتہ اس کے لئے لانا چاہ رہی تھیں اسی رضامد نہیں تھیں کیونکہ وہ شخص پہلے ہی ایک بیوی کو مندا چکا تھا۔

”آنٹی کی بیماری کا لاحاظہ کر کے شاید عدنان بھائی دوبارہ یہ موضوع نہ چھیڑیں۔ ”اس نے پیسے کو ٹھینان دلانا مگر خود اس کا سکون رخصت ہو کر اور پیدور سے نکلنے کا شخص کو پہچانے میں اسے رفتگیں ہوئی تھیں، وہ ازیز آفریدی تھا اور وہ تھا

رہا تھا، محبت اس کے اختیار سے باہر تھی۔

”جیت ہے لالا! آپ کو محبت ہوئی بھی تو کہاں۔ ”ماہ نور نے کہا اور وہ بے دلی سے لائی آف کر گیا، وہ عہد ٹھنکی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا، جل بیبا کا انتساب تھی، ممکنی سے پہلے اس نے جل کو دیکھ کر اس کے کیا تھا، تب تک دل نے محبت کا ذائقہ میں پچھا تھا، وہ اپنی کچھ روز پہلے والی حرکت پر خائف تھا جب اس نے عیشال کو شاپنگ سینٹر میں دیکھا تھا اور کچھ دری کے لئے تزوہ خود لو بھی بھول گیا تھا اور ہوس آتے ہی وہ بنا شاپنگ گئے واپس لوٹ آیا تھا۔

☆☆☆

”عیشال آج شام مسز قدر یہ کے گھر پارٹی چیز تھیں بھی ساتھ چلانا انہوں نے بہت اصرار سے قبول کیا تھا۔ ”ناشیت کی نیلی پر زری اس سے مخاطب تھی۔

”سوری ماں مجھے ایسی جگہوں پر جانے سے دوست ہوتی ہے، جہاں بہت زیادہ جگوم ہو، گہما ہبھی ہو اور پھر کس قدر بناوی انداز میں گال سے گال ملا کر ملتے ہیں۔ ”اس نے مخدودت کے ساتھ وضاحت بھی کر دی، زری سے اسے بہت مثبت تھی، اختلاف رائے کے باوجود بھی باب کو تو دیکھیں ہی کوچک تھی، پر زری کو کھونا تھیں چاہتے تھی، زری کی ایک شوئیر اکٹھ اسے شرمende کر دیتی تھیں، ناکل کو تو بادقاہ ہونا چاہیے اور اتنی پر بیز گار بھی کہ ناکلی بھجک کے کہ بنہ مال کے آپچل پر نماز ادا کرے پر مال کی مال میں ایسی کوئی خوبی نہیں تھی، پھر بھی وہ اپنی مال سے محبت کرتی تھی، مگر اس کی ایک شوئیر میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔

”تو تم نہیں چلو گی؟“
”نام بھج نانیہ کی طرف جانا ہے، اس کی

”خاندان کی بات تو آپ نہ ہی کریں، کیا مہماں اعلیٰ خاندان کی فرد نہیں ہیں، میں نہیں چاہتی کہ جل کو کوئی دھکے۔ ”ندھاچتے ہوئے بھی اس کے گپتوں نے ماں کا حوالہ دیا تھا اور دادی کی بھجوں نہیں آ رہا تھا کہ عیشال کو کس طرح یقین دلا دیں کیا ایزد آفریدی بہترین انتساب ہے، دوروں بعد وہ دل میں بے پناہ و سو سے لنے کرایچی لوٹ آئی، حسب معمول معاشر حاضر تھیں، لیڈی ماریا نے بتایا کہ وہ پارٹی میں تھی ہیں لیٹ ناشت واپس آئیں گی۔

☆☆☆

”یہ بتائیں بھا بھی کیسی لگیں آپ کر۔“
اس کا سب سر ماہ نور اس سے مخاطب تھی۔

”میری بھی ہے۔ ”ماہ نور نے آنکھیں پہنچا کر بتایا۔

”میرا خیال ہالا لکھا تو آپ کوں کہیں کے کہ بہت اچھی لگیں ہیں بھا بھی آپ کوں اس نے کہا۔

”بہت اچھی تو مجھے عیشال آفتاب بچے جل کی بہن۔ ”اس نے رک کر کہا۔

”آپ کی بات میری بھجوں نہیں آئی لالا آپ کو آپ کی ملکیت سے زیادہ اس کی بہن اچھی لگی ہے تو پھر ملکیت بھی اسی سے کر لئے۔“

”میں نے ملکیت پر ہی عیشال کو دیکھا ہے۔“
”تو اپ آپ عمر بھرا پہنچی بیوی کو دوکا دیتے رہیں گے کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ ”ماہ نور تھی بھی تھی، اسے اپنے لالہ سے یہ تو نہیں تھی۔

”میں نے سوچا ہے کہ شادی کے بعد میں الگینڈ سیٹل ہو جاؤں گا، عیشال میرے سامنے نہیں آئے گی تو جل کو خوش رکھنے میں آسانی ہو گی اور جب عیشال میرے سامنے آتی ہے تو مجھے سب کچھ بھوٹ نہ لگتا ہے۔“ وہ بہت شرمende لگ

آفریدی سے بظلن ہو چکی تھی، ایزد کا اسے دیکھنا اور پھر انجان بن کر گزر جانا، اس کا مودودی طرح خراب ہو چکا تھا، جب ہی تو وادی کی راستے گول گپتوں نے مزادیانہ ہی چاٹ نے چھارا لینے پر مجبور کیا، رات کے کھانے کے بعد وہ دادی کے بستر میں گھس گئی۔
”چند روز اور رک جاتی۔“ دادی نے پیار سے اسے دیکھا۔

”دنیں دادی میری غیر موجودگی میں مساکن گھر آنے کا ہوش بھی نہیں رہتا۔“ اس کے بیوی سے بے ساختہ نکلا تھا، اس نے فوراً انہوں نے زیان دیا، وہ دادی سے یہ ذکر نہیں کرنا چاہتی تھی، بکر۔

”ایشا وہ اب بھی اپنی روشن پر برقرار ہے، جوان بھی کا بھی اسے احساس نہیں ہے۔“ دادی نے تاسف سے کہا تھا اور وہ پچھتا رہی تھی کہ کیوں اس نے یہ بات بتائی۔

”میری گھر میں موجودگی سے اتنا فرق تو پڑتا ہے کہ ان کے دوست گھر میں نہیں آتے۔“ اس کی آنکھیں ضبط گریہ سے سرخ ہو رہی تھیں، اچاک وہ کسی خیال سے چونگی۔

”دادی! تجھے ایزد آفریدی اچھا نہیں لگتا، وہ جل کے لائق نہیں ہے۔“ اس نے ان کے کان میں کھس کر کہا۔

”دماغ درست تو ہے تیرا بچی، وہ اتنا سلجم ہوا پچھے ہے۔“ دادی کو گزر رکھتا۔

”سب ڈھکو سلے ہے دادی، اس کا کیری میکر نہیں ہے۔“ وہ بندھ گئی۔

”ارے تو اتنی بکھدار کس سے ہو گئی کہ ایک ملاقات میں ہی بندے کو پر کھلے۔“
”اور پھر وہ ایک اعلیٰ خاندان کا چشم و چراخ ہے۔“ دادی کو اس کی بکھداری پر نکل تھا۔

”دماغ درست ہے تمہارا پکڑو اپنے سمجھے اور دفعہ ہو جاؤ ورنہ بھی پولیس کو بلاگر اندر کروادوں کی پھر تھانے میں بیٹھ کر جس کو مرضی تھے دینا یا پھر تھانیدار کے حسن کے قصیدے پڑھنا، غصب خدا کا بستکل پر کفرے ہو کرم یہ کام کرو گے۔“ اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا، جب تھی وہ تیز لمحے میں بھی رہی تھی، لہکا اس کا سوڈا مختہا ہی کھک گیا تھا، سمجھے شیخ سرکر کے سکنل نہیں آرہے تھے، یا پھر بیٹھی ڈاؤن ہوئی تھی، رات کے وہیے آفتاب نہیں کنان تھے، سکنل کی تھی سبز ہوئی تھی، گاڑیاں روائی ہو چکی تھیں، ایک عیشال ہی جواب میں بولیا رہی تھی۔

”اب سرکوں پر اس طرح کی لو اسٹوری بھی نہیں گی، سمجھے بختے والا لڑکا اور گاڑی میں بیٹھی ہیں۔“ وہ شاید سکنل بولتی رہتی، مگر اس کی آنلوں کے پیچے کھڑی گاڑی کا ہارن سکنل نج رہا تھا، سواں نے اپنے حواسوں کو سنجکا کیا اور گاڑی آگے بڑھا دی سرکر کو کھڑی ہو گئی، وہ گاڑی میں حمال نہیں تھی، مگر اس میں سے مہاتم باہر آئی تھیں اور انکل سارا اپنے والے بازو روپوں کو ریج کے تھے، رضوانی میں سکنل بولتی رہتی، مام اس وقت کمک طور پر جو موں لک رہی تھیں، ایک ناخشم مرد کو اپنی ماں کے اس قدر نہ زد کر دیکھ کر اس کا دل جاہا کر دہ خود کی کر لے دیا تھا کی جمل میں کیا اچھا لگتا ہے آپ کو تو یہ بھی نہیں معلوم کرے اپنے اسکوں کے رزلٹ پر پیشیں سچر والی جگہ پر آپ کے سامن میں خود کریں گی، آپ نے بس مجھے پیدا کرنے کی رحمت کی ہے۔“ اس کی آنکھیں دھواں دھواں ہو رہی تھیں۔

”ایں کیا قیامت آئی ہے اگر میں نے نہ کر لیا یا اپنی تھانی، باخت کے لئے کچھ دوست بنا لئے، میں چاہتی تو افتاب کے سرمنے کے بعد دوسرا شادی کر لیتی، لیکن میں نے تمہاری خاطر دوسرا شادی نہیں کی۔“ زری کا الجھ پیٹ تھا۔

”بہتر تھا آپ دوسرا شادی کر لیں، آج جس غلامات میں اتر چکی ہیں، جسے دیکھ کر مجھے جسی قدر شرمداری ہوتی ہے اس سے تو بچت ہو جائی، یا پھر آپ مجھے بھی تایا جی کو دے دیتیں۔“

اس کا الجھ تیغ تھا۔
”کیوں دے دیتی میں تمہیں ان کو، انہوں نے میری ایک بیٹی تو تمہیں لی مجھے سے۔“ اب زری کی آواز میں جمی خمی کی جھلک تھی، آج اسے محسوں ہو رہا تھا کہ وہ خسارہ اٹھا چکی ہے۔
”بہت اچھا ہوا کہ پاپا نے گل کوتایا جی کو دے دیا، مجھ سے بہت اچھی زندگی گزار رہی ہے جل، میری طرح اس کے شب و روز اذیت بھرے نہیں گزرتے، نہ ہی میرے جسمی نوٹی بکھری شخصیت ہے اس کی، آپ بہت قطلاً کر رہی ہیں اپنے ساتھ بھی اور میرے ساتھ بھی۔“ وہ مجھکے ٹھکے قدموں سے زری کے کمرے سے باہر نکل آئی اور اسے کمرے میں بند ہو گئی، بالتبغ زری مقررہ وقت پر آفس کے لئے نکل ہوئی تھی اور پھر رات بھی اس کی واپسی جلد ہی ہوئی تھی، اسے احساں ہو گیا تھا کہ اس کی روشن اسے عیشال کی محبت سے بھی محروم کر دے گی۔

دور روز بعد عیشال آنچ کمرے سے باہر نکلی تھی، زری آفس جا چکی تھی، کمر میں صرف ملازمتیں ہی موجود تھے، بے خوابی اور کمزوری کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے گرد طیقہ نمایاں ہو رہے تھے، لیڈی ماریا کو اسے دیکھ کر دکھ کا احساں ہو، وہ بھرتی سے اس کے سامنے ناشت کرنے لگی، دور روز سے اسے کھانے پینے کا ہوش بھی نہیں تھا، لیڈی ماریا اس کے روم میں جا کر زبردست بیکھنے کچھ کھلا لبارہ تھیں، ورنہ اس وقت وہ جلنے کے قابل بھی نہیں ہوئی، لیڈی ماریا اس کے بچپن سے اس کمر میں تھیں، کمر کے تمام امور ان کی ہی زیر نگرانی ہوتے تھے۔

”بے بی میں نے تمہارے لئے فرج نہ سٹپتیں،“ لیڈی ماریا نے اس کی پلیٹ میں شور اسلاں رکھا تو وہ آنکھی سے کاٹنے

اس کا الجھ تیغ تھا۔
”میں نیم صدیقی کے گھر پر تھی۔“ انہوں نے جواب دیا۔

”اس طرح رات کے نیک گھر سے باہر رہنا اور ڈرڈک کر کے غیر مردوں کے ساتھ لوٹنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔“ آج وہ سب ادب آداب بھول گئی تھی، پچھلی شب محسوس کی جانے والی اذیت اس سے بھوٹی نہیں جا رہی تھی۔

”تم کس لمحے میں بات کر رہی ہو، کچھ احساں ہے تم اپنی ماں سے مخاطب ہو،“ ان سے عیشال کا اندازِ خصم نہیں ہو رہا تھا۔

”احساس ہے جب ہی تو سہا نہیں جا رہا جس سے اور ماں کب ایسی ہوتی ہے؟ آپ نے کب میرے لئے اپنی راتوں کی نیند بر باد کی ہے، بیماری ہجھے اتنا ذات پر تکلیف جھیل ہے، میرے شب و روز میں دیکھیا تی ہے۔“ اس کا الجھ نوٹ پھوٹ کا شکر تھا۔

”آپ کو تو یہ تک نہیں سکتے مجھے کھانے میں کیا اچھا لگتا ہے آپ کو تو یہ بھی نہیں معلوم کرے اپنے اسکوں کے رزلٹ پر پیشیں سچر والی جگہ پر آپ کے سامن میں خود کریں گی، آپ نے بس مجھے پیدا کرنے کی رحمت کی ہے۔“ اس کی آنکھیں دھواں دھواں ہو رہی تھیں۔

”ایں کیا قیامت آئی ہے اگر میں نے نہ کر لیا اپنی تھانی، باخت کے لئے کچھ دوست بنا لئے، میں چاہتی تو افتاب کے سرمنے کے بعد دوسرا شادی کر لیتی، لیکن میں نے تمہاری خاطر دوسرا شادی نہیں کی۔“ زری کا الجھ پیٹ تھا۔

”ماں آپ رات کہاں تھیں؟“ اسے بھی ہی مارکے بیدار ہونے کا ملم ہوا وہ ان کے بیڈر دم میں جا چکی، لیکن جوں پیٹے ہوئے زری نے اسے دیکھا، آج منج سے ہی اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ غلط ہو رہا تھا، مگ طازمہ نے کپڑے پر لس کرتے ہوئے اس کے نئے سوٹ کی شرٹ جلا دی تھی، پر غوم اپسے کرتے ہوئے بوٹی اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی تھی، پہول بیٹھے والے

گئی ہے۔ ”بجل کی آواز گھبرائی ہوئی تھی، اس کے دل کو رچکا لگا، یہ سب وہ بجل کی خوشی کے لئے کر رہی تھی۔

”ایزد آفریدی تم سب لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں، میں پہ کہنا چاہتی ہوں کہ جیسا وہ نظر آتا ہے وہ دیساں ہیں ہے بجل، اس کے ساتھ تمہاری زندگی برپا ہو جائے گی۔“

”عیشاں میری باہم سنو، ایزد نے جب مجھے فون کیا تھا تو پاپا نے اپنے ٹھیکان پر ساری بات سن لی ہے، مگر میں بہت ٹھیکن چل رہی ہے، پاپا بہت غصے میں تھے، ان کے خالی میں ٹھیکیں ایزد سے کوئی بات نہیں کرنا چاہیے تھی، ٹھیکیں ایزد کے کردار میں کوئی جھول نظر آتا تھا تو تم پاپا سے یا مجھ سے بات کرئیں۔“ بجل نے تفصیل سے بتایا۔

”میں نے دادی سے اس موضوع پر بات کی تھی، مگر انہیں تو زمانے مہر کی خوبیاں ایزد افریدی میں نظر آتی، اور تم لکھ لو میں غلط نہیں ہوں، میں ٹھیکیں پروف دوں گی کہ وہ تم جیسی لڑکی کے لائق نہیں ہے۔“ اس نے تپ کر کال و سکنیکٹ کر دی اور بے دلی سے گاڑی اگے پڑھا دی، تاہی کی ملکتی کافی دھوم دھام سے ہو رہی تھی، عیشاں نے اپنے پر جا کر تانیس سے ملاقات کی اور پھر اپنے سے اتر کر ایک جانب خالی کری دیکھ کر اس پر پہنچ گئی، تانیس اس کے دیرے سے کافی تاریخ ٹھی، عیشاں نے خود کو بہت مشکل میں گمرا محسوں کیا تھا اور ایزد کو وہاں دیکھ کر اسے اچھا خاصا دھوکا لگا تھا، وہ دوپہار کے ساتھ آیا تھا اور اس کے ساتھ وہ لڑکی بھی تھی عیشاں کو اس کا نام بارا گیا وہ راتیں تھی، وہی لڑکی ہے دو مرتبہ پہلے بھی وہ ایزد کے ساتھ دکھے چکی تھی، عیشاں قدرے سخنان کو شے میں پہنچ گیا تھا۔

”اوہ تو انہوں نے ٹھیکیں خبر پہنچا دی۔“ اس کا ہبجنہا دانت کیلیا ہو گیا تھا۔

کھڑا ہو کر اس کے کردار کو نشانہ بنانا تو وہ اسے شوٹ کر دیتا مگر مقابل یہ لڑکی تھی، جسے اسے نہ کہا تو فقط اتنا۔

”تم نے کب میرے کردار میں کھوٹ دیکھا ہے اس طرح کی الزام تراشی کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔“ اس نے ختنی سے مٹھیاں بھینچ لیں، خود کو بہت بے بس پار ہا تھا وہ۔

”تھبھے کچھ کھات کرتا ہے تھا تاہے، میں بس اتنا چاہتی ہوں کہ ملکتی ختم ہو جائے۔“

”ایسا ہر گز نہیں ہو گا ٹھیکیں جو کرنا ہے کر لو۔“ ایزد نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

”میں بیہاں کی سے ملے آیا تھا۔“

”کسی لڑکی سے ملنے تھی آئے ہو گے لئے میں یہاں کا لٹھا کر اس کی جانب اشارہ کیا پھر اپنے ٹھیکیں پر مڑی اور تیز قد مولوں سے پار کر کے آئیں کی جانب بڑھ گئی، وہ ہوتی بھینچنے اس کی پشت کو ہو رہا تھا۔

اس کی گاڑی تانیس کے گھر کی جانب روائ تھی، آج تانیس کی ملکتی کی تقریب تھی، اس کا کارشہ اس کے لندن پلٹ کرنے کے ساتھ سے پایا تھا اس کی گاڑی نے ابھی آدھا حصہ طے کیا تھا، اس کی وجہ بیکی ڈیش بورڈ پر رکھا اس کا سیل نون والوں سے، میں اس سلسلے میں ٹھیکیں نہیں کروں گا۔“ اس کے پھرے کے تاثرات میں تناؤ آگیا تھا۔

”کوئی میری بات سمجھنے کو تیار نہیں ہو گا، تمہاری ظاہری شخصیت نے ان سب پر جادو کر دیا ہے، جبکہ میرے خیال میں اصل حسن انسان کے خدوخال میں ٹھیکیں اس کے کردار میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔“

”اوہ تو انہوں نے ٹھیکیں خبر پہنچا دی۔“ اس کا پھر نفرت میں ڈوبا ہوا تھا، ایزد کو کاہنہ دھکا لگا ہو گیا تھا۔

”ٹھیکیں ان کے بارے میں کوئی غلط نہیں ہو جائے۔“

”اوہ تو انہوں نے ٹھیکیں خبر پہنچا دی۔“ اس کے قدم آگے بڑھ رہے تھے، اس فحض کی جانب، عیشاں کو اپنے نزدیک آتے دیکھ کر اس نے نظر ہٹائی اور بے حد سکون کے ساتھ موبائل پر کچھ

ٹاپ کرنے لگا۔

”اے ملکتی ختم ہے کچھ بات کرنی ہے۔“ وہ اس کے سر پر کھڑی تھی۔

”عیشاں آفیل ٹھیکیں اپنے سامنے اچاک دیکھ کر اچھا لگا۔“ وہ اس کے سامنے پورے قدر سے کھڑا تھا اور اس کے لہوں پر خوبصورت سکراہٹ کھیل رہی تھی، بلیو جنر پر انکوڑی اُن تھی، جب دل گھر میں شہ بہلات وہ آلوٹے کر آفتاب منزل سے نکل آئی، میں اس سے پہلے اس نے شاورے کے ذمہ پر کھٹے پر ضرور پہنچنے تھے، اس کی گاڑی کا رخ لیک پارک کی جانب تھا، وہ کچھ دری کے لئے نکرات گوں د دماغ سے جھلک دینا چاہتی تھی، وہ ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھی، اس وقت پارک میں آمد و رفت بہت کم تھی، عیشاں نے درخت کے تین سرٹکا کا آنکھیں موند لیں، اس کے چہرے پر حزن و ملاں کا تاثر چھایا ہوا تھا، درخت کی شاخ پر ایک کوکل پہنچی کوک رہی تھی، اس کی آواز گانوں کو بھلی لگ رہی تھی، عیشاں کی سماحت کوں کی تو پھر؟“ اس کے ابر و قن کے۔

”کہاں کہ ملکتی توڑو۔“

”یہ بات تم کھل سے کہو یا پھر اسے کھو دالوں سے، میں اس سلسلے میں ٹھیکیں نہیں کروں گا۔“ اس کے پھرے کے تاثرات میں تناؤ آگیا تھا۔

”کوئی میری بات سمجھنے کو تیار نہیں ہو گا، تمہاری ظاہری شخصیت نے ان سب پر جادو کر دیا ہے، جبکہ میرے خیال میں اصل حسن انسان کے خدوخال میں ٹھیکیں اس کے کردار میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔“ اس کا پھر نفرت میں ڈوبا ہوا تھا، ایزد کو حیرت نے گھیر لیا، اس قدر نفرت اس قدر کڑاہٹ اس کے مزار میں آئی کیے اور د جانے کیے جمیل گیا، کوئی دوسرا اس کے مقابل

چھاڑتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، اس کے قدم آگے بڑھ رہے تھے، اس فحض کی جانب، عیشاں کو اپنے نزدیک آتے دیکھ کر اس نے نظر ہٹائی اور بے حد سکون کے ساتھ موبائل پر کچھ

کی مدد سے اسے کھانے لگی، ناشتے سے فارغ ہو کر لاوچن میں آئی تھی، لیڈی ماریا نے بتایا کہ لینڈ لائن پر گزشتہ روزہ تھا نیکی کی کال آئی تھی وہ اس سے ملنا چاہتی تھی ہے، اس نے پردی سے لیڈی ماریا کی بات سنی تھی، اس کا سیل فون دو دنوں سے آف تھا، شاید اسی لئے شاید نے لینڈ لائن پر کال کی تھی، جب دل گھر میں شہ بہلات وہ آلوٹے کر آفتاب منزل سے نکل آئی، میں اس سے پہلے

اس نے شاورے کے ذمہ پر کھٹے پر ضرور پہنچنے تھے، اس کی گاڑی کا رخ لیک پارک کی جانب تھا، وہ کچھ دری کے لئے نکرات گوں د دماغ سے جھلک دینا چاہتی تھی، وہ ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھی، اس وقت پارک میں آمد و رفت بہت کم تھی، عیشاں نے درخت کے تین سرٹکا کا آنکھیں موند لیں، اس کے چہرے پر حزن و ملاں کا تاثر چھایا ہوا تھا، درخت کی شاخ پر ایک کوکل پہنچی کوک رہی تھی، اس کی آواز گانوں کو بھلی لگ رہی تھی، عیشاں کی سماحت کوں کی تو پھر؟“ اس کے ابر و قن کے۔

”کہاں کہ ملکتی توڑو۔“

”یہ بات تم کھل سے کہو یا پھر اسے کھو دالوں سے، میں اس سلسلے میں ٹھیکیں نہیں کروں گا۔“ اسے نیندی آنے لگی تھی، ایک دم دھوک کر آنکھیں کھول پہنچی اسے محسوں ہوا کہ وہ اس کی کی نظر دوں کی گرفت میں ہے اور اس کا شک درست تھا، اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا فحض اسے ہی دیکھ رہا تھا، بنا پلٹن جھپکاۓ عیشاں کو ہٹک کا احساس ہوا تھا۔

”آخر یہ سمجھے کیا سمجھتا ہے۔“ وہ کپڑے

ہمت کہیں رخصت ہو گئی تھی۔
”میرے کردار کو میرے اپنوں کی نظر میں
مخلوق کر کے تم نے اچھا نہیں کیا عیشال آفتاب،
تم اپنا داؤ جل چلی ہو، یاد رکھنا اب میں اپنا دار
کروں گا تم سہ نہیں پا سکی۔“ اس کی بیزیل
براؤں آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

”محبے جعل سے محبت نہیں اور نہ ہی میں نے
اس سے وعدے و مدد کیے تھے، ہاں وہ میرے بابا
کی پسند تھی، اس کے اور میرے درمیان جو رشتہ تھا
وہ تمہاری محدود ذہانت کی بحیثت چڑھ گیا، میرا
دل نہیں نوتا ہے، میرے پر پدار پر ضرب کی ہے،
میری انا مجرور ہوئی ہے اور تمہیں اس کی سزا
بھگتنا ہو گی۔“ وہ تیر پر سارہاتھا اور عیشال خاموش
کھڑی تھی۔

”بہت جلد ہم پھر آئے سامنے ہوں گے پر
اس وقت تم مجھ سے اس طرح نظر نہیں ملا پا سکی،
یہ میرا وعدہ ہے۔“ اس کے بعد وہ رکھا نہیں تھا،
خارجی دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا عیشال پر
ایک تیز نظر ڈال کر، عیشال ایک صوفے پر گر کر
(مجھ سے غلطی تو نہیں ہوئی) جبکہ کارڈ رائی گرتا ہو
ایزدشن روز پہلے کے مظفر میں کو گاہ، جب بابا
جان نے اسے ایک جنسی کا کہہ کر خوبی بلایا تھا،
اس وقت بابا جان کے کمرے میں عوجان کے
علاوہ وہ اور بابا جان موجود تھے۔

”ایزد آفریدی تم نے ہمیں کسی سے نظر
ملانے کے قابل نہیں چھوڑا، ارمان احمد رشتہ ختم کر
چکے ہیں وہ تم جسے بد کردار شخص کے ساتھ اپنی بیٹی
بیاہ نہیں سکتے۔“ بابا جان کے سرخ و سفید چہرے
پر غصب چھایا ہوا تھا۔

”میں بد کردار نہیں ہوں یا۔“ اس جسے
چھوڑنے والک مارا تھا، عوجان کی آنکھوں میں تھی
تھی خیرتی تھی۔

”پاپا میر اخیال ہے کہ اگر ایزد اور اس لوکی
کے درمیان کوئی اور معاملہ ہے تو بھی اسے مجھے
اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔“ جل جواب سک
خاموش تھی، پست لجھ میں یوں۔

”ہونہہ خیک ہے، ہم لا ہور چلے جاتے
ہیں، انکوچھی آفریدی ہاؤس بھجوادیں گے، یہکہ میں
خود فریدوں کو جا کر دے آؤں گا وہ بڑے فخر یہ انداز
میں اپنے میٹے کے اعلیٰ کردار کے گن گناہ ہے۔“
تایا جی کو جل کی دل آزاری دکھ دے رہی تھی۔

”پاپا بیوت کے لئے ہمارے باس اس
دیہیو کا موجود ہونا ضروری ہے۔“ جعل نے
ارمان احمد سے کہا۔

”نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں فرید
سے خود بات کر لوں گا۔“ زری کے آنے سے
پہلے وہ دونوں والپیں چلے گئے، طازمہ نے خاطر
مدارت کے لئے بھی بھر دی تھی لیکن ان دونوں

نے چائے کے سروپی کیچیر کو ہاتھ نہیں لکایا تھا،
عیشال گولگ رہا تھا کہ جیسے سرے کوئی بو جھ سرک
گیا ہو پھر بھی وہ پر سکون نہیں تھی، ایک بے چینی
سی تھی جو وجود میں سرایت کری تھی، اس واقعہ
کے ایک بخت بعد ملازم نے آکر بتایا کہ لوکی اس

سے ملنے آپا ہے، جب وہ دس منٹ بعد ڈرائیور
روم میں چلی تو ایزد آفریدی بے قراری سے
زراں لیکر رہنے کے میں وسط میں ٹھیں رہا تھا، اسے
دیکھ کر ایک پل کو عیشال کے دل میں خوف داسن
کیا ہوا (ایہ بیاہ سن ملتے میں آیا ہے؟) عیشال

نے اسے بغور بیکھا اس کی سرخ ہوئی رنگت اس
کی اندر ہونی کیفت کی گواہ تھی۔

”ہو گئی تسلی کر لی من مانی۔“ وہ کڑے
تیروں سے کھرد رہا تھا۔

”یہ تو ہونا ہی تھا۔“ اس نے دبے دبے
لہجے میں کہا، آج اسے سامنے دکھ کر عیشال کی
تھی خیرتی تھی۔

”ہم دونوں ہوٹل میں بھرے ہوئے ہیں،
میں تم سے ایزد کے بارے میں بات کرنے آیا
ہوں۔“ تایا جی نے فوراً اہل بات پر آتے
ہوئے کہا۔

”ہمارے ہاں معمولی باتوں پر رشتہ ختم
نہیں کیے جاتے بیٹا، مجھے جل سے تمہاری محبت پر
کوئی شک و شہنشہ نہیں ہے، لیکن تمہیں ایزد سے اس
سلسلے میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔“ تایا جی نے
رسان سے سمجھا۔

”تایا جی میں نے کچھ دیکھا ہے تب ہی
تو۔“ اس کی زبان لامکھا تھی تھی، اسی دماغ سے
اس دیہیو کا خیال آیا تھے ہاتھے اور جھوڑ دو
تعاقب کرنے تھی وجہ سے اسے ٹانچی کی ٹھنڈی کی
لگریب ختم ہونے سے پہلے جانانی پر گیا تھا، شاید
اس وجہ سے اس سے اب تک خفا تھی، تایا جی سے
مذہرات کر کے وہ اچھے کمرے کی جانب بھاگی
تایا جی اور جل ایک دمیرے کو دیکھ کر رہ گئے، ”و
منٹ کے وقفے کے بعد عیشال تیز قدموں سے
ڈرائیور میں دلائل ہوئی۔

”یہ دیکھیں تایا جی یہ دیہیو بنے کے کھم دن
پہلے ہی بنائی ہے۔“ اس نے اسارت دون جانبی
ٹو ٹھاکی، دیہیو دیکھتے ہوئے تایا جی کے چہرے
رنگت پل پل بدلتا ہے۔

”ویہیو ختم ہونے کے بعد انہوں نے
اسارت دون جل کو تمہارا تھا البتہ ان کے چہرے
پر گھری بجیدگی چھائی ہوئی تھی۔“

”میں ایزد آفریدی کو اس لوکی کے ساتھ
ایک سے زائد مرتبہ دیکھ چکی ہوں اس لوکی کا نام
راہیل ہے، ان دونوں کے درمیان رشتہ کی
نویعت کیا ہے یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ عیشال
نے جل کی جانب دیکھ کر کہا جو کہ دو منٹ پر مکشتل
دیہیو دیکھ چکی تھی۔

”تم قاب ادھر میرے پاس رکو گئے۔“

تھے اور باتوں میں مگن تھے، عیشال کی ساری توجہ
ان دونوں پر تھی، راہیل نے ریٹن کلک کا اٹالا مش
سوٹ پہن رکھا تھا، لیکن ایک ایک خیال نے اس
کے دل میں گھر کیا تو اس نے بیگ سے اپنا
موباہل نکالا اور ان دونوں کی دیندیو ہنانے لگی،
ایزد راہیل کا باتھ تھا اسے اسے بچ کر رہا تھا،
عیشال کو ایسا کا کر اہل روہی تھی، پھر وہ دونوں
اٹھے اور بنا کی سے کے واپس جانے لگے، ”تایا جی نے
عیشال نے پھری سے سمجھا اس کا یہ اٹالا کا
تعاقب کر رہی تھی، رات کا وقت تھا مگر اس وقت
بھی شہر کی روپیں عروج پر تھیں، اس سفر کا اختتام
مکشن اقبال کے رہائی علاقے میں ہوا، ایزد کی
گاڑی عمارت کی پارکنگ میں حاکر رکھی تھی،
عیشال نے علاقے کو ڈن شین کر لیا تھا، پھر اس
کی گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی، اس کا راراہہ پھر کسی
وقت یہاں آنے کا تھا۔

☆☆☆
دو دن ہو گئے تھے اس کی جعل سے فون پر
بات ہوئے، جل نے ان دو دونوں میں لا تعداد
مرتے اس کے پل پر کال کی تھی، مگر اس نے کال
رسیوٹس کی تھی، تایا جی اور جل کی غیر متوقع آمد
نے اسے جیران اور پچھے پریشان کر دیا، تایا جی نے
آج سالوں بعد آفتاب منزل کی بلیز پار کی تھی،
ان کی آمد کا مقصد عیشال جان چلی گئی۔

”میں ایک سیمنار میں شرکت کے لئے آرہا
تحتوں جل بھند ہوئی کہ میں بھی چلوں گی۔“ تایا جی
نے بتایا تو اس نے سرہلا کر جل کی جانب رنگ
کیا۔

”تم قاب ادھر میرے پاس رکو گئے۔“

”آخر میں نے کیا کیا ہے؟“ اس نے ضبط کی طنایں چھوڑ دیں تھیں۔

”راتیل کون ہے؟ کیا رشتہ ہے تمہارا اس کے ساتھ۔“ بابا جان کے لفاظ اس کے اعصاب ہلاکتے تھے۔

”ادہ خدا ہا۔“ اس نے اپنے یاں مٹھیوں میں جکڑا لے، وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اس کے اور راتیل کے رشتہ کو مجک کی نگاہ سے دیکھے گا، اس نے سماں اعمالہ شروع سے آخر تک بابا جان کے گوش گزار کر دیا، لیکن اس نے پہلی بار راتیل کو دیکھا تھا، بابا جان نے اس سے جایا کہ عیشال اسے راتیل کے ساتھ کی مرتبہ دیکھیں۔

”خالہ میرا خیال تھا کہ شایان کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے۔“ اسے پار آیا۔

”وہ بچل کو ہی پسند کرتا تھا، لیکن اس پہلے کے میں بات کرنی ارمان بھائی نے اس کو رشتہ ایزد سے ملے کر دیا، پھر بنا کوئی ٹھوس و جملے کو رشتہ ختم بھی کر دیا، خیر شایان کی مراد برآئی۔

”ایرانی کھنماں جا سے ایزد کی ہیزل براؤن آنکھیں یاد آئیں جن میں عیشال کے لئے بدلتے کی آگ دب کر تھی، تھی صرخ تھیں اس روز اس کی آنکھیں، خالہ بھول یوں رہی تھیں پر اب اس کا دریاں ایزد کی جانب چلا گیا تھا۔

”ہیلو..... عیشال..... عیشال..... خالہ بھائی کا تم پکارتی رہی تھیں۔

”جی..... جی خالہ۔“ وہ حال میں واپس لوئی۔

”تم کب آ رہی ہو؟“

”میں جلد آئی کی کوشش کروں گی۔“ اس نے کچھ دیر مزید بات کر کے رابطہ مقطوع کر دیا۔

☆☆☆

ماہ نور ایم بی اے کمپلیٹ کر کے وطن لوٹ آئی تھی اور ان دونوں وہ کراچی میں ایزد کے کھرے تھی دونوں بہن بھائی رات کے کھانے کے بعد سڑک پر واک کرنے لگتے تھے۔

خالہ کی فون کاں رسیو کرتے ہوئے اسے اندازہ نہیں تھا کہ اتنی اچھی خبر سننے کو ملے گی خالہ کہہ رہی تھی۔

”میں نے بچل کو شایان کے لئے مانگ لیا

”اور سنایے لالہ عیشال آفتاب کا کیا حال ہے۔“

”تمہیں عموجان سے سارے معاملے کا علم تو ہو ہی گیا ہے۔“ اس نے رک کر سگر ہیٹ سکایا، عیشال کا ذکر آتے ہی اس آنکھوں سے وخت جھانکنے کی تھی، ماہ نور نے اسٹریٹ لائش کی روشنی میں اسے بغور دیکھا۔

”عموجان پتاری تھیں کہ ارمان انکل نے جعل کا رشتہ اس کی خالہ کے بینے سے طے کر دیا ہے اور جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا ہے اس کی تباہ ذمہ دار عیشال نہیں ہے، لالہ میں اس سے ملتا چاہتی ہوں۔“ نور کے لمحے میں اشتیاق جھلک رہا تھا۔

”بہت جلد تھاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔“

”دین بھی میں لالہ۔“

”میں نے طے کیا ہے کہ میں عیشال آفتاب سے شادی کروں گا، جس بد کردار انسان وہ اپنی بہن کو دور کرنا جو تھی تھی، اسی کے ساتھ جب ساری زندگی بسر کرنا پڑے ہی تھا اسے معلوم ہو گا کہ اس نے مجھ پر ازم لگا کر تھی بڑی بھول کی ہے۔“ اس نے قدم آگے بڑھا دیئے تھے لامہ نور نے بھی اس کی پیروی کی۔

”جنت..... وہ قبول کی کی کوئی نہیں میں سو گئی ہے، اب تو بس بدلتے کی؟“ اس نے جو دل کی سرزی میں کوچوک کی گاڑی کی موجودگی میں، اس وقت اس کا دل بے وجہ گہرائے لگا تھا تو وہ بالکوئی میں آگئی، لان میں تمام مرکری لائش روشنیں، پورچ میں کھڑی سفید کرولا کو دیکھ کر وہ چوکی، یہ تو ایزد آفریدی کی گاڑی ہے، اس کی وجہ سے مجھے جس ذات کا سامنا کرنا پڑا ہے، تم نہیں جان سکتیں، ماہ نور میں اپنے اندر بابا جان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پاتا، صرف بھی نہیں مجھ میں عیشال کو دیکھ کر اس کے چہرے کے عضلات تن

تو راتیل کے سامنے جانے کی بھی ہمت نہیں ہے، حالانکہ اس سارے قصہ کا علم نہیں ہے لیکن میں راتیل سے ملنے کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے یاد آنے لگتا ہے کہ عیشال نے میرے اور راتیل کے رشتے کو کس نظر سے دیکھا ہے اور پھر سب کے سامنے برا بنا کر بیچش کیا، میں اسے معاف نہیں کروں گا۔“ اس نے آخری کش کا کر سگر ہیٹ ایک جاتب اچھاں دیا۔

”لیکن لالہ۔“ جانے کیوں ماہ نور کا دل عیشال کو قصوراً وار نہیں مان رہا تھا مگر ایزد اس کی دکالت میں کچھ سننے کو تیار نہیں تھا، سو ماہ نور کی بات کا کر بولا۔

”واپس چلیں ماہ نور مجھے ایک فائل پر کام کرنا ہے، میں نے بہاں ایک فرم کے ساتھ پارٹر شپ میں جای برس شروع کیا ہے۔“ اس نے بتایا۔

”بایثر شپ کیوں لالہ ہارے پاس سرمائی ٹی کی تو تھیں ہے۔“ ماہ نور جیت سے پوچھنے لگی۔

”یہ تو کچھ تعلقات بڑھانے کی کوشش ہے۔“ اس کا اندازہ بھم تھا، ماہ نور نے کھون کا ارادہ ترک کر دیا۔

☆☆☆

بہت کم ہی وہ اپنے بیڈروم سے باہر نکلتی تھی، بالخصوص زری کی موجودگی میں، اس وقت اس کا دل بے وجہ گہرائے لگا تھا تو وہ بالکوئی میں آگئی، لان میں تمام مرکری لائش روشنیں، پورچ میں کھڑی سفید کرولا کو دیکھ کر وہ چوکی، یہ تو ایزد آفریدی کی گاڑی ہے، تھ بھی ایزد بالکل اس کا اپنی کوچوک کی گاڑی کی تھی اور اس کی وجہ سے مجھے سیتیں، ماہ نور میں اپنے اندر بابا جان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پاتا، صرف بھی نہیں مجھ میں عیشال کو دیکھ کر اس کے چہرے کے عضلات تن

گئے، دوسرے ہی پل نظر چنا کرو گا جسی لے کر
چلا گیا، جبکہ عیشال کمرے سے باہر نکل آئی، اس
کا رخ اسٹڈی کی جانب تھا، زری استے دونوں
کے بعد اسے اپنی نظر دوں کے سامنے دیکھ کر
مکار آئی۔

”میں تو تم سے باتیں کرنے کو ترس گئی
ہوں ہنی۔“ عیشال نے ماں کا فقرہ نظر انداز
کر دیا۔

”ایزد آفریدی بھائیں بیویں آیا تھا مام۔“
اس کے انداز میں شک کی پھانس گئی، جس نے
زری کو رُخی کر دیا۔

”وہ میرا بڑی پاڑش ہے کچھ ڈسٹش کرنا
تھی، میری طبیعت تھیک نہیں تھی اس نے اس نے
اور عربی کو اپنی ممتازی کی دو میں سیست لیا تھا، حدیث
کہا تھا کہ وہ حرب پر آجائے گا، میں اسی لئے وہ آیا
تھا۔“ زری نے پھیکے لجھ میں عمر تھا، دونوں
بھانس بھر رہی تھی، اسے پتا لگ گیا تھا کہ جو اس
نے بولیا ہے وہی اب اسے کاشا پڑے گا، عیشال
مزید پچھ کہے بغیر پلٹ گئی۔

☆☆☆

”تم کوئی جواب کیوں نہیں دے رہے۔“
انہوں نے اسے جھنجورا، وہ دونوں اس وقت
لاؤخ میں موجود تھے اور ایزد صوفی پرانی کی دو
میں سر کھے آکھیں موندے لیتا تھا۔

”عموجان چلیز مجھے نیندا رہی ہے۔“ اس
نے اپنادہنپاڑا دنگھوں پر کھلیا۔

ایسا گتاخانہ رویہ اس کے مزاج کا حصہ
نہیں تھا، انہیں ماں نور کی بات کا یقین آگیا کہ
”لالہ بہت بدل لے گئے ہیں، ان کی آنکھیں نبی کے
باعث چھکلنے لگیں، ماہ نور کی طرح وہ بھی فقط
عیشال کو قصور وار نہیں بھجتی تھیں، اس لڑکی کو انہوں
نے نجیل کی مکتنی پر دیکھا تھا، وہ خود انہیں غیر معمولی
لکھتی تھی، لیوں پر پچھتی مکراہت اور انکھوں میں
حزن و مطالم کا جلد تاثر، ایزد برادر کا قصور وار تھا،
تکلیف کو محسوں کرنے والا تھا۔

”آپ کا وہم ہے۔“ اس نے ٹالا۔

”تم بھول نہیں سکتے، بھل دنیا کی آخری
مننا ۱۹۶ مئی ۲۰۱۵“

جس نے اتنی بڑی بات اپنے گھر والوں سے
چھپائی تھی، وہ ماں جسیں معاف گر سکتیں، پر ہر کسی
کا ظرف ماں جیسا نہیں ہوا کرتا، اس کے اور جمل
کے رشتے کا تقاضا تھا کہ ایک دوسرے پر اعتقاد کیا
جائے اور ایزد نے یہاں غفلت کا مظاہرہ کیا تھا،
انہوں نے ایک گھری نظر اپنے بینے پر ڈالی،
ہیز لبراؤں آنکھوں پر اس نے اپنا بازو درکھا تھا،
عنابی لب پھیج رکھے تھے، اس وجہ سے اس کے
دونوں گالوں پر ڈیپل پڑ رہے تھے، وہ لکھتی ہی دیر
اسے دیکھتی رہیں، وہ بے سス و حرکت لیٹا ہوا تھا۔

☆☆☆

”لیڈی ماریا نیلیفون جمع رہا ہے۔“ اس
نے لاؤخ سے زور دار آوازیں کہا۔

”لیں بے بی۔“ لیڈی ماریا اسے جواب
رکھتی ہوئی نیلیفون اسٹینڈ تک آئیں اور سیور انھا
کھر بات کرنے لگیں جبکہ وہ بدستور اپنے سیل پر
پیپل بن کیتے میں صرف تھی۔

”بے بی۔“ لیڈی ماریا اس کے نزدیک
کھڑی تھیں۔

”لیا ہوا کس کا فون تھا،“ اس نے نظر
انھائی، لیڈی کی ماریا پر بیشان لگ رہی تھیں۔

”دیم پاپٹل میں ہیں، بے بی ان کی
طبعت بگرائی تھی اس لئے رضا صاحب (بیگر)
انھیں پہنچانے لگئے تھے، ان کی بھی کال تھی وہ
بہرے ہیں، یہم کے لاکر میں ان کی میڈیکل
رپورٹس رہی ہیں، وہ پہنچانے کیوں۔“

”نام کو کیا ہوا ہے؟“ وہ ایک ٹھکنے سے انھیں
کھڑی ہوئی۔

”وہ کچھ عرصے سے زیر علاج ہے۔“ لیڈی
ماریا نے نظر چرائی، وہ زری کے وفا دار ملازمت
فائل ڈاکٹر کو دئے آؤں۔“ وہ ڈاکٹر کے روم کی
میں شامل تھی، اسی دم جانے کیوں عیشال کو کچھ
غلط ہونے کا احساس ہوا تھا، وہ تیزی سے

میرھیاں پھلاگتی ہوئی اور پچھی تھی، ہمارے کے بیڈر وہ
میں پھیل کر پہلے اس نے لاکر کی جاپیاں ڈھونڈیں
جو اسے بیڈر کی سائیڈ دراز میں مل گئیں، لاکر میں
کئی فائلس رکھی ہوئی تھیں، زیور اور لندی بھی تھی،
مغلقتہ فائل ڈھونڈنے میں اسے زیادہ وقت نہیں
ہوئی، نیلے رنگ کی فائل کاں کراس نے لاکر بند
کیا اور کھڑے کھڑے کھڑے ہی فائل کھول کر دیکھنے لگی،
وہ ہمارے کے میڈیکل ثیٹ کی روپورٹس تھیں، جن پر
پچھلے ماہ کی تاریخ درج تھی۔
”اوہ خدا یا!“ اسے چکر آنے لگے تو وہ
گرنے سے بچنے کے لئے زمین پر بیٹھ گئی۔

”مما نے اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی۔“
وقت گزرنے کا احساس ہوتے ہی وہ اپنی جگہ
سے اٹھی اور تیز قدموں سے میرھیاں پھلاگتی
ہوئی لاؤخ میں آئی، جہاں لیڈی ماریا اسی جگہ
کھڑی تھیں جہاں وہ انہیں کچھ دری ملے چھوڑ کر گئی
تھی، اس کے چہرے کی تختیر رنگت دیکھ کر وہ جان
گئیں کہ یہم جو راز بے بی سے خفیہ رکھنا چاہتی
تھیں وہ بے بی پر آشکارا ہو چکا ہے۔

”لیڈی ماریا! میں ہاپٹل جا رہی ہوں۔“
فائل کے علاوہ اس نے اپنا بیگ لیا اور پاہر آگئی،
ریش ڈرائیورگ کرتے ہوئے وہ پہنچا پچھی تھی،
رضا انکل اسے پہنچاں کی راہ پر اپاری میں مل گئے
تھے رضا صاحب کا ساتھ ان کی فرم کے ساتھ اور
گھرانے کے ساتھ بہت پرانا تھا، وہ آفتاب احمد
کے دوست بھی تھے۔

”اکل اب مام کی طبیعت کیسی ہے؟“ فائل
ان کی جانب بڑھاتے ہوئے اس نے بے قراری
سے پوچھا۔

”میڈیم اب پہلے سے بہتر ہیں عیشال میں
میں شامل تھی، اسی دم جانے کیوں عیشال کو کچھ
جانب بڑھ گئے، وہ راہپاری میں کھڑی رہی اسے

وقت رات کا کھانا کھاری تھیں، عیشال اپنی نکرانی میں زری کے لئے پر بیزی کھانا بنوائی تھی۔

”تم کب تک جاؤ کی؟“ زری نے روٹی کا نوالہ توڑ کر پوچھا۔

”میں بیس جاریتی۔“ اس نے بے نیازی سے جواب دیا۔

”نیکوں؟“ زری کو اچھنا ہوا۔

”دبس میں آپ کو چھوڑ کر بیس جاؤں گی اور پھر.....“ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی اور سلااد کھانے لگی، زری اسے بخورد کیہا تھی۔

”کوئی اور بات بھی ہے۔“ زری نے پوچھا۔

”بیس آپ کی طبیعت کا خیال ہے، میں نے جمل کو کال کر کے آپ کی طبیعت کا بتایا تھا پر اس نے کوئی توجہ نہیں دی تھی دوبارہ کال کر کے بوجھا۔“ اس نے بتایا تو زری کے حق میں نوالہ اٹھنے لگا۔

”تم نے بتا دیا کہ مجھے ایج آئی دی پا زیڈ ہے۔“ اس نے پانی کا گھونٹ بھر کر کھا۔

”نبیں میں نے بس یہ بتایا کہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔“ اس نے کہا تو زری نے طویل ساس لیا۔

”مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔“ زری نے کھانا ختم کر کے نیچپن سے منہ صاف کیا، تو اس نے سوالیہ نظر وہ سے زری کو دیکھا۔

”تھمارا ایک رشتہ آیا ہوا ہے، میں سوچ رہی تھی تم سے بات کر لوں، ایزد آفریدی نے تمہارے لئے بات کی ہے، باضابطہ طور پر تو اس کی والدہ آئیں گی رشتہ لے کر، مجھے اچھا لگتا ہے وہ، تمہارے لائق ہے وہ، مجھے الگینڈ جانے کے بعد بُرس کی فکر بھی نہیں ہو گی، میرا دادا بیٹھل کر لے گا اور پھر میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔“

اس کی آنکھوں میں کچھ کھونج رہی تھیں۔

”جی میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے، میں عیشال سے ہی شادی کروں گا۔“ اس کا الجھ پاٹ تھا۔

”اگر تمہارے بابا جان نہ مانے پھر بھی۔“

”پھر بھی میں عیشال سے ہی شادی کروں گا، میں نے سرسری سامیڈم زوی سے ذکر تو کر دیا ہے۔“

”عیشال خود نہ مانی پھر؟“ عموجان نے خیال ظاہر کیا۔

”میڈم زری کی خطہ ناک بیماری کا خیکار ہو گئی ہیں، مجھے تفصیل نہیں معلوم، اتنا پتا ہے کہ وہ علاج کے لئے باہر جا رہی ہیں، جانے سے پہلے وہ عیشال کی شادی کر کے جائیں گی، سو میں پر امید ہوں۔“ اس کا اکٹھا کھڑا رہا وہ ایسیں باور کرا دیا تھا کہ ان کا ایزد کہیں بھوگا گا ہے، وہ ایسا تو نہیں تھا اسے کا خیال رہتا تھا، بزرگوں کی دل آزاری تو اس نے بھی نہیں لی تھی، ایک حادثے نے اس کے قدر کھو رہا تھا، اسکی لڑکی سے اس کی زندگی کی ریگنیاں چھین لئی تھا۔

”میں کل ہی تمہارے بابا جان سے بات کرتی ہوں۔“ انہوں نے پر شرمندہ لمحے میں کہا، ہے فرمتے اسے ایزد نے محسوس کیا تھا، لیکن وہ سر جھک کر کر رے سے باہر نکل گیا، جبکہ عموجان اس کے سلوکوں کے لئے دعا کرنے لگیں۔

”عموجان آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔“ وہ رات کے کھانے کے بعد ان کے کرے میں چلا آیا۔

”ہاں کوہپیٹا۔“ انہوں نے صحیح کا خبر ایک جانب روک دیا۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ بابا جان سے اجازت لے لیں اور پھر میڈم زری آفتاب سے ان کی بیٹی کے رشتے کے سلسلے میں بات کر لیں۔“ وہ صوفے پر بیٹھنے کے بعد سجدگی سے گویا ہوا۔

”ان کی بیٹی ہے کون..... عیشال؟“ عموجان کا انداز سوالیہ تھا۔

”جی!“ اس نے مغفرہ کیا۔

”تم نے سوچ کر بھر فیصلہ کیا ہے ایزد۔“ وہ

”اس کے مرنے کے بعد مجھے پتا چلا کہ اس کا ایج آئی دی پا زیڈ تھا، مجھے لکھی عورتوں کو تحفہ دے کر مرا ہے۔“ اس کے لمحے میں تحقیر تھی، زری کی بات سن کر اس کی نظریں زمین میں گڑ گئی تھیں۔

”ماما آپ کی طبیعت کیسی ہے؟“ وہ ان کے بیڈ کے نزدیک آگئی۔

”ہاں میں بھی بھی سوچ رہی ہوں۔“ زری نے مدھم لمحے میں کہا۔

”ایم آپ سے ایزد آفریدی ملنے آئے ہیں۔“ اتنے میں ناہید نے آکر تباہا وہ زری کی خاص ملازمتی، زری کے ساتھ عیشال بھی چونکی جسی اس اطلاء پر بھیج گئے۔

”اوہر ہی بھیج دو۔“ زری نے کہا تو عیشال اٹھ کر ہی ہوئی۔

”ماما آپ اپنے مہمان سے ملے میں اپنے روم میں جا رہی ہوں۔“ وہ لہتی ہوئی تیزی سے کر کرے سے نکل آئی وہ ایزد کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

☆☆☆

”عموجان آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔“ وہ رات کے کھانے کے بعد ان کے کرے میں چلا آیا۔

”ہاں کوہپیٹا۔“ انہوں نے صحیح کا خبر ایک جانب روک دیا۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ بابا جان سے اجازت لے لیں اور پھر میڈم زری آفتاب سے ان کی بیٹی کے رشتے کے سلسلے میں بات کر لیں۔“ وہ صوفے پر بیٹھنے کے بعد سجدگی سے گویا ہوا۔

”ان کی بیٹی ہے کون..... عیشال؟“ عموجان کا انداز سوالیہ تھا۔

”جی!“ اس نے مغفرہ کیا۔

”تم نے سوچ کر بھر فیصلہ کیا ہے ایزد۔“ وہ

نہیں معلوم تھا کہ مام کہاں میں اور جب وہ ان سے ٹی تو وہ سارا اخبار دھل گیا جو اس کے دل میں اپنی ماں کے خلاف تھا، یاد تھا تو فقط اتنا کہ وہ ان سے بہت محبت ہے اور وہ انہیں کھو نہیں چاہتی ہے۔

”ماما آپ کی طبیعت کیسی ہے؟“ وہ ان کے بیڈ کے نزدیک آگئی۔

”تم پریشان نہ ہوئی میں اب ٹھیک ہوں۔“ زری نے اس سے نظر چاہ کر کھا تھا۔

”آپ چاہیں تو شام تک پیٹھ کھرے لے جا سکتے ہیں۔“ ڈائز کے مخاطب رضا صاحب تھے۔

”ڈائز میں بھر جانا چاہوں گی۔“ زری بول پڑی تھیں ڈائز اشرف سرہلا کران کی فائل پر جھک گئے، شام کو رضا انکل دوبارہ آفس چلے گئے جبکہ وہ ماما کو ساتھ لے کر گھر آگئی، تب سے وہ ان کے کرے میں ان کے میں بیٹھی تھی، مگر کچھ بھی پوچھنے کے لئے وہ ہمت بھیج نہیں کر پا رہی تھی، زری اس کی پچھا جہت کو محسوں کر رہی تھی، مگر خود اس کی کیفیت بھی مختلف نہیں تھی، اسی دن کے خوف نے اس کی نیندیں اڑائی ہوئی تھیں۔

”تم اتنی پریشان کیوں ہوئیں، جس طرح بنا سوچے بھے میں اپنے لفڑی کی بھوک مٹا لی تو ہوتا ہی تھا۔“ اس کے لمحے میں استہرا اسے تھا۔

”آپ کے ساتھ ہی کیوں۔“ عیشال کے آنسو اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے، اس کا دل بڑی طرح بھر آیا تھا۔

”میرے گناہ بہت بڑھ گئے ہیں جب ہی تو مجھے کہاں معلوم تھا کہ سلمان داش، وہ نوجوان گلوکار یاد رہے تھیں جس کی چھ ماہ پہلے ڈیجھ ہوئی ہے یا اسی کا تھا۔“ وہ خود پر ہنسی۔

زدی اپنی دھن میں بولے جاہی تھی، جبکہ اس

کے سر میں دھماکے ہو رہے تھے، ایسا لگ رہا تھا
جیسے پورا جو دستکڑوں نکل دیا ہے۔

”مام پلیز، آئندہ ایسا سوچنے گا بھی مت
میں اس سے شادی نہیں کر سکتی۔“ وہ کری کھکا کر
اٹھی اور تیز قدموں سے بیڑھیوں کی جانب
بڑھنے لگی۔

”الشومیری بات سوچم ایسا کیوں کہہ رہی
ہو، میں اسے بہت اچھی طرح جانتی ہوں، وہ
ہماری کلاس کا ہوتے ہوئے بھی دیکھ رہوں سے
بہت مختلف ہے، میں اسے پرکھ جکی ہوں۔“ اس
وقت زدی کے لفاظ نے جس قدر اسے اذیت
پہنچائی تھی، اسے وہ بھی لفظوں میں بیان نہیں کر
پائے لی، اس نے سوچا اور پھر مڑ کر زدی کو
دیکھا۔

”اس کی بجل سے منکنی ہوئی تھی۔“ اس کا
لہجہ ساٹھ تھا۔

”مجھے وہ سب کچھ بتا چکا ہے، میں تمہیں
کہہ رہی ہوں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی، وہ تو کی
راتنل تو.....“

”مالیودس ناک، میں نے آپ سے کہا
کہ میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔“ اس نے
چیخ کر کہا اور تیزی سے بیڑھیاں طے کرنے لگی۔

”ایز دافریڈی تو یقہتمہارا اوار، مجھے میری
ہی نظروں سے گرانا چاہیے ہو پڑی اتنا آسان
نہیں ہے میں ماما کے ہاتھوں میں لٹکنے نہیں
ہوں گی، تمہیں کامیاب ہیں ہونے دوں گی، نہ
ہی تم ماما کو مزید بیوقوف بنا سکو گے۔“ وہ کمرے
میں سر قمام کر بیٹھ گئی۔

”میری رات والی بد تیزی سے ماما ہرث ہو
گئی ہیں، پیاری نے ان کے اعصاب کو کمزور کر
دیا ہے، مجھے ان سے زدی سے بات کرنی چاہیے
اس کے قدموں میں انگارے بچھے ہوں، جب
اے کسی کل چین نہ آیا تو اس نے دراز سے
سلپنگ پلک کی بوتل نکالی اور ایک گوئی چاک کی

اور بستر پر آ کر لٹک گئی، اسے سہارے کے بغیر
نیندا آتی بھی کے آنکھیں بند کرتی تو بھی زدی فیر
مردوں کے لئے کاہار بینی نظر آتی تو بھی زدی کی
بیماری کا خیال اس کے دل سہا دیتا، وہ اس
حقیقت سے آنگاہہ گئی کہ اس کی ماں ایک بڑی
عورت ہے، پر وہ اس سے نفرت نہیں کر سکتی تھی،
یہ احساس اس کے دل کو کچھ کے لکھا تھا کہ زدی کا
انجام بہت خوفناک ہونے والا ہے اور وہ اپنی
ماں کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتی ہے، نجاح نے کب
نیندا نے اسے جاروں طرف سے گھیرنا تھا، منجع
جب اس کی آنکھہ مکھی تو دن کافی نکل آتا تھا، وہ
غفارش ہو کر نیچے آتی تو مگر میں غیر معمولی سنا تا
محسن کر کے دل ہوں گیا، حالانکہ ملائیں اپنے
معمول کے کاموں میں مصروف تھے۔

”لیڈی ناریا، مام نا شاشت کر لیا۔“ اس
نے لیڈی ماریا کو مخاطب کیا اور وہ اسے دیکھتے
ہوئے بولیں۔

”لی رات میں یہم کی طبیعت زیادہ
خراب ہو گئی تھی، ہم نے رضا صاحب کو کام
کرنے بولایا تھا انہیں ہاپھل میں ایمٹ کر لیا
گیا ہے، ناہید بھی ان کے ساتھ ہاپھل میں ہی
کر۔“ اس کی رنگت فق ہو گئی تھی، پوری بات سن

”مجھے کیوں نہیں جھیا۔“ اس نے بے بی
سے کہا۔

”یہم نے منج کیا تھا آپ کو جگانے سے،
آپ کے لئے نا شاشت لے آؤں۔“

”نہیں صرف چائے۔“ وہ دونوں ہاتھوں
میں سر قمام کر بیٹھ گئی۔

”مما آپ اس کے بندوں سے بھی معاف
ہی ہے وہ اسے تو معاف کر دے گا یہ زیادتیاں
زدی اس کی شادی ایزد آفریدی سے کرنا چاہتی
تھی، وہ ماما کو ایزد کی دھمکی کا بتا کر ان کی اذیت
میں اضافہ نہیں کرنا چاہتی تھی، دروز بعد زدی
ڈچارج ہو کر گھر آگئی، شام کے وقت ایزد اس
سے مٹے آیا تھا، عیشال دانتے اس کے سامنے نہیں
گئی، نہیں اسے معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان

”مما میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی،
جب آپ کی طبیعت سنبھل جائے گی تو آپ
جہاں کہیں گی میں شادی کروں گی۔“ پیغمبر رضا
کے جانے کے بعد عیشال نے ماں کو سمجھانے کی
کوشش کی۔

”عیشال میں نے اب تک کوئی بھی فرض
دیانت داری سے ادا نہیں کیا، نہ بیٹھی ہونے کا نہ
ماں ہونے کا نہ بیوی کا فرض، تھہارے ساتھ میں
نے جو کیا ہے تم بخوبی جانتی ہو، مجھ سے زیادہ متا
تو تمہیں لیڈی ماریا کی آخری خوش میں ملی ہے، اب
زندگی کے اس آخری حصے میں، میں چاہتی ہوں
کہ تمہاری شادی کا فرض ادا کرنے میں مجھ سے
کوتا ہی نہ ہو، مرنے سے پہلے تمہیں دہن بنا دیکھنا
چاہتی ہوں۔“ وہ آج سے پہلے اس طرح عیشال
پر عیاں نہیں ہوئی تھی، مگر عیشال کی مشکل یہ تھی کہ

زدی اس کی شادی ایزد آفریدی سے کرنا چاہتی
تھی، وہ ماما کو ایزد کی دھمکی کا بتا کر ان کی اذیت
میں اضافہ نہیں کرنا چاہتی تھی، دروز بعد زدی
ڈچارج ہو کر گھر آگئی، شام کے وقت ایزد اس

سے مٹے آیا تھا، عیشال دانتے اس کے سامنے نہیں
گئی، نہیں اسے معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان

تھی۔“ وہ دل ہی دل میں خود کو مورد الزام کھرا
رہی تھی، چائے پینے کے بعد وہ ہپتال آگئی، رضا
صاحب کو پیدا ہوئیں موجود تھے، وہ زدی اور
عیشال کے خیر خواہ تھے، رضا صاحب سے زدی کی
خبر میں معلوم کر کے اس نے رضا صاحب کو کھر
پیچ دیا، زدی اس کے وقت سورہ ہی تھی، ناہید اس کے
پاس موجود تھی، دوپھر میں زدی کی طبیعت کافی
بہتر تھی، وہ زدی سے ادھار دھر کیا تھیں کر کے
اس کا دل بہلانے کی کوشش کرنے لگی، ڈاکٹر زکا
خیال تھا کہ زدی کو وقت ضائع کیے بغیر علاج کے
لئے بیرون ملک چلے جانا چاہیے، ڈاکٹر کے
جانے کے بعد جب عیشال نے بھی اس بات پر
زور دیا تو زدی نے نئی میں سر بلادیا۔

”تمہیں اس طرح چھوڑ کر نہیں جاؤں گی،
اپنے دو خیال والوں کو تو دیکھی ہی لیا نہ تم نے، کسی
کنٹ پسکر پوچھا کہ تمہاری ماں زندہ ہے یا مر
گئی، میری سکی ماں جانی تک نے خبر نہیں لی میری
اپنے بیٹے کی خوشیوں میں ملنے ہے، خیر میں ہوں
ہی اس قابل، اسی سوک کی حق ہوں۔“ زدی
کی آواز بھر اگئی تھی۔

”مام آپ تو پر کر لیں، سچ دل سے پھر اللہ
 تعالیٰ آپ پر اپنا کرم کریں گے، معاف کر دیں
گے۔“ اس کے پر عیشال رفت سے کہہ رہی تھی، اس
کی آنکھیں لمبا پانچوں سے بھری ہوئی تھیں۔

”مما آپ اس کے رب کے حکم سے روگاردنی
کی ہے وہ اسے تو معاف کر دے گا یہ زیادتیاں
میں نے اس کے بندوں کے ساتھ کی ہیں انہیں
وہ تب ہی معاف کرے گا جب اس کے بندے
مجھے معاف کریں گے۔“ وہ نہیں دور کوئی ہوئی
تھی۔

”مما آپ اس کے بندوں سے بھی معاف
ہیں، بیماری نے ان کے اعصاب کو کمزور کر

کس موضوع پر گفتگو ہوئی، زری کو اب مسل
بخار رہنے لگا تھا، جس کی وجہ سے اس کا جسم نہ
گلتا تھا، عیشال سے اس کی حالت دیکھی نہیں
جاتی تھی، اسے کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا۔

”عیشو! مجھے کوئی روادے دو جسے کھا کر میں
ہمیشہ کے لئے مر جاؤں، مجھ سے یہ اذیت
پرداشت نہیں ہوتی۔“ وہ مایوسی کی انتہا پر تھی، اس
کی بات سن کر عیشال کا دل بھرا آیا۔

”مما آپ علاج کے لئے انگلینڈ کیوں نہیں
چاہتے ہیں۔“ اس نے اپنے آنسوؤل کا گلا
ٹھوٹا۔

”تمہاری شادی ہو جائے مجھے اور وہی
خواہش نہیں ہے۔“ اس کی بھی رث تھی۔

”ٹھیک ہے مما، جو آپ مرضی میں آئے وہ
بچھج، خدار امر نے کی باتیں نہ کریں۔“ وہ اتنا
کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی، وہ جانی تھی کہ ایزد
آفریدی اس کی زندگی کو خود ساختہ جنم میں دھکیل
دے گا، پر وہ زری کو اپنی آنکھوں کے سامنے
مرکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی، نہ مما کو ایزد کی
دھمکی کا بتا کر ان کی تکلیف میں اضافہ کر سکتی تھی،
اس کے لفظوں نے کوئی جاذب و کھایا تھا زری
دوسرے دن صبح لان میں چہل قدمی کرتی پائی گئی،
اسے بخار بھی نہیں تھا، عیشال اسے دیکھ کر خوش
ہونے کے ساتھ جران بھی ہوئی، زری نے بتایا
کہ ایزد کی والدہ شام کو رشتے کی بات کرنے آ
رہی ہیں، اسے پتا تھا کہ ایزد بھی ساتھو ہی ہو گا، سو
وہ زری کو بناتا ہے ثانیہ کی طرف آگئی جب وہ
لوٹی تو مہمان رشتے کر کے جا پکے تھے۔

”مما آپ مجھ پر خلم کر رہی ہیں، یوری دنیا
میں آپ کو سیکھیں ملا تھا اپنی بیٹی کے لئے۔“ وہ
تھامی میں سک اگھی زری سے اب کچھ بھی کہنا
فضول تھا۔

نے بہت کہا کہ وہ عیشال کی شاپنگ کرنے کے
لئے ان کے ساتھ چلے گئے وہ پہلو بھاگیا، اس کا
دل ان تمام لوازمات کی خوبصورتی کو تحسیں کرنے
سے قاصر تھا، وہ خود کو مسلل بہلارہا تھا، کہ اسے
کوئی فرق نہیں پڑتا کہ باباجان اس کی شادی میں
شرک نہیں ہوں گے، اسے عموجان کے الفاظ
اب بھی یاد تھے، انہوں نے کہا تھا۔

”ایزد نے رابتل سے اپنے تعلق کو چھپا کر
ایک سمجھنے قابلی کی سے اور اب وہ عیشال سے
شادی کر کے دوسری قابلی کرنے جائز ہے، اس
لڑکی کی جذباتیت کی وجہ سے میں اپنے دوست
کے سامنے شرمسار ہونا پڑا تھا، میں اب ولی
بھی نہیں ہے کہ ایزد کے اپنی زندگی میں شاہ
کر رہا ہے۔“ اور ایزد سوچتا رہ گیا کہ وہ تو اپنے
اندر لائی پہلے کی آگ کو بمحانے کے لئے
عیشال اپنی زندگی میں شامل کر رہا تھا ان کے
اندر نہ تو کوئی جذبات ہو جتنی میں نہ ہی امکن تھے
آنے والے بھوکی کی خوبصورتی کا احساس، ساری
آرزوئیں خس و خاشاک ہو گئیں۔

☆☆☆

زری نے عیشال کے دھیال اور اپنی بہن
فری کو شیلیفون کر کے عیشال کی شادی کی اطلاع
دے دی تھی، عیشال کو جب زری کی زیبائی معلوم
ہوا تو اس کا دل چاہا کہ وہ چلو بھر پانی میں ڈوب
مرے۔

”کیا سوچتے ہوں گے تایا جی اور دادی کہ
عیشال نے اپنی عرض کی وجہ سے گلی کی تزویں وہ
خود ایزد آفریدی کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔“

”مما آپ مجھ پر خلم کر رہی ہیں، یوری دنیا
میں آپ کو سیکھیں ملا تھا اپنی بیٹی کے لئے۔“ وہ
تھامی میں سک اگھی زری سے اب کچھ بھی کہنا
فضول تھا۔

لہن کے سن سے متاثر دکھائی دے رہے تھے،
عیشال سر جھکائے سوچوں میں گم اپنے حاتمی
ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی، جب ہی عوجان اس کی
س تعارف کرنے لیں۔

”یہ تمہاری بجا بھی۔“ عیشال نے چوک کر
رساٹھا پا تو اسے زمین گھوٹی ہوئی محوس ہوئی، وہ
مکرائی ہوئی لڑکی رایل ہی۔

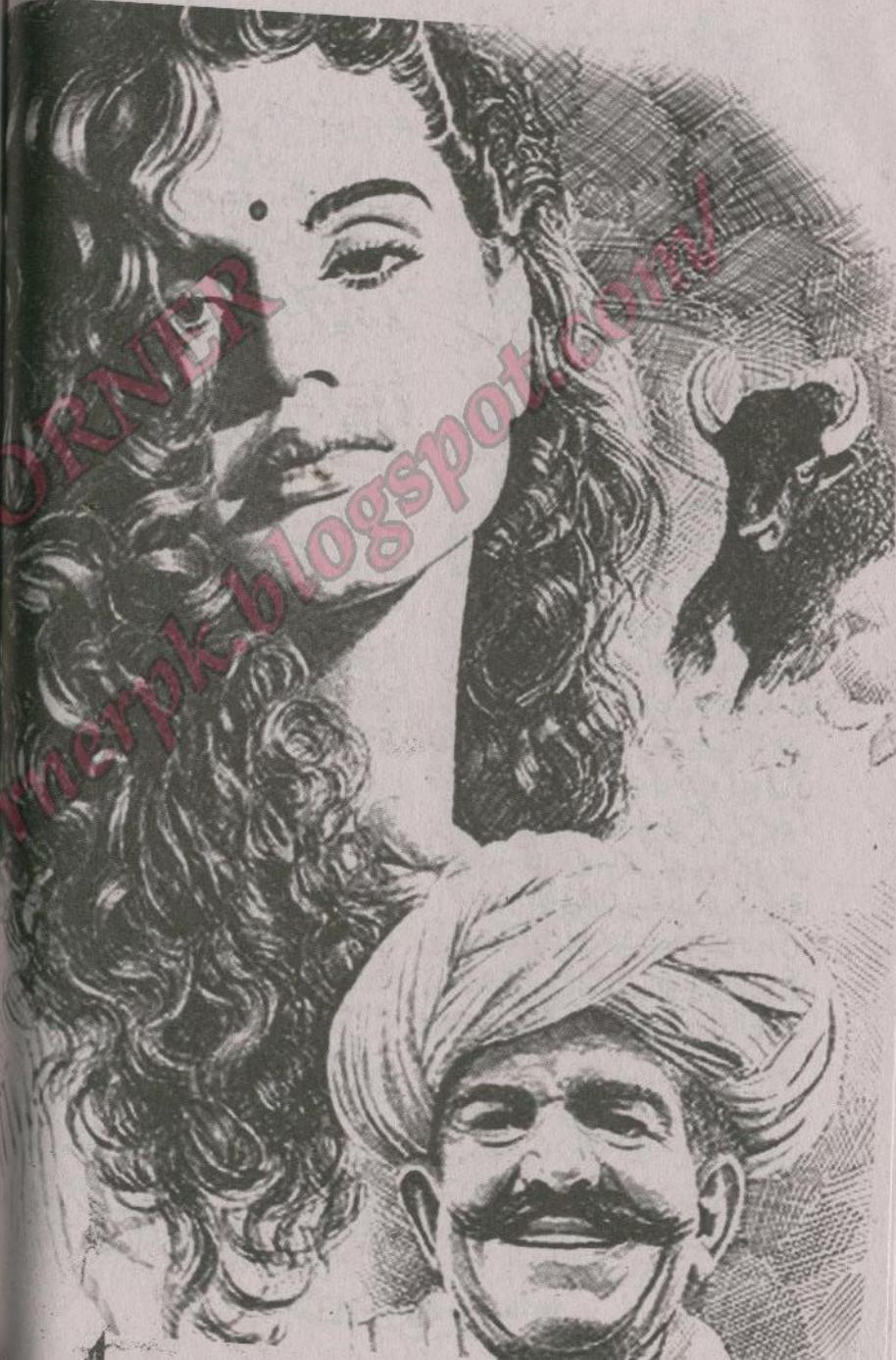
”بجا بھی آپ پچ بیج بہت خوبصورت
ہیں۔“ رایل تحریف کر رہی تھی اور جواب میں
اس سے مکرا یا بھی نہیں گیا۔

”کشمائل یہ لڑکی کون ہے؟“ کسی خاتون
نے عوجان سے استفسار کیا تھا۔

”ہ راتیں ہے، ایزد نے اسے بہن بنایا
نے عوجان سے استفسار کیا تھا۔

بلا آخر وہ شام بھی آگئی، ایزد آفریدی آج
ایجاد و قبول کے بعد اس کے جسم و جان کا مالک
بن بیٹھا تھا، زری بہت خوش تھی اور مہمانوں سے
مبارکبادیں وصولی کر رہی تھی، تائی جی میلیفون پر
معذرت تک چکی تھیں کہ دادی کی طبیعت کی نا
سازی کی وجہ سے ان کے گھر سے کوئی بھی شادی
میں شریک نہیں ہو سکے گا، جبکہ فری خالہ بھی بیٹے
اور بہر کے پاس بیرون ملک روانہ ہو چکی تھیں،
اٹھ پر بنیتی بھی سنوری عیشال آج حوریں کو بھی
مات دے رہی تھی، آج سے پہلے اس نے بھی اتنا
ستکھا رکھا تھی نہیں تھا، ایزد آفریدی اب تک اٹھ
پر بنیتی آیا تھا، آفریدی آفریدی کے علاوہ پورا ٹھاندان
ہی ایزد کی بارات کے ساتھ آیا تھا اور سب ہی

ناولت



ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی، رات کے جانے کس پہر اس کی آنکھ لگ گئی، دوبارہ جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ کچھ درستک غائب دماغی سے بیٹھی رہی، جیسے ہی صورتحال کا دراک ہوا وہ ہر بڑا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، پورا جسم اکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا، سر میں بھی شدید درد ہوا تھا۔

ماں نور جب کمرے میں آئی تو اس وقت تک عیشال شادر لے چکی ہی، ایزد شدید جاچکا تھا، اس کے چہرے پر گزری شب کی تباہ کاریاں دیکھ رہا تھا، اس نور کو گاکر جھسے اس کا دل کی نئے قلڈا ہو، تب ہی وہ بنا کچھ کہے ائے قدموں لوٹ گئی اور عموجان کو اس کے پاس بیج دیا، عموجان جب کمرے میں آئی تو اس وقت وہ بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔

”السلام علیکم!“ اس کے سلام کا جواب دے کر عموجان نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا، اس کے رخساروں پر ایزد کی انگلیوں کے نشان بنت تھیں ”اس نے تمہیں مارا ہے؟“ انہوں نے سرگوشی میں کہا۔

”مجھے معاف کر دوئیں، مجھ سے اس کی تربیت میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہے۔“ ان کا لمحہ بھیگ رہا تھا۔

”مہیں پلیز۔“ عیشال نے ترتیب کران کے ہاتھ تھام لئے، کس قدر خوبصورت تھیں عموجان اور ان کا دل کتنازم تھا۔

”غلطی تو میری بھی ہے۔“ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

”تمہارا ناشتہ میں کمرے میں ہی بھجوادیتی ہوں، کسی اور چیز کی ضرورت ہوتے کہو۔“ وہ انجمنی شرمسار لگ رہی تھیں۔

”میرے سر میں شدید درد ہے، اگر پین کلر

راتیل.....“ چنان کی آواز کے ساتھ ایزد کا تھیڑ اس کے دامیں گال پر پڑا تھا۔

”راتیل کا نام بھی اپنی زبان سے مت کالنا۔“ عیشال کی زبان سے راتیل کا نام سننے ہی اس کا وجد شعلوں میں جھلنے لگا تھا، آنکھوں سے ہبوبیک رہا تھا، عیشال اپنے گال پر ہاتھ رکھ کے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”تمہاری ہٹ دھری نے تمہیں ہے دن دیکھا ہے، تم جسی لڑکیاں اپنے آپ کو بہت تکنند بھجتی ہیں، پوری دنیا انہیں اپنے آگے بیوقوف رکھائی دیتی ہے، اپنی نام نہاد ٹھنڈی کی وجہ سے تم نے مجھے سب کی نظریوں میں گردادیا ہے، میری اذیت میں تم برادر کی حصہ دار ہو، سواب تم بھی بھجوتی ہے سامنا کر باوے گی تم اپنی دادی کا، ارمان انکل کا اور ہاں محل بھی تو ہے، جب ان لوگوں کو معلوم ہوا ہو گا عیشال آفتاب اب عیشال ایزد بننے جا رہی ہے، تو انہوں نے کیا سوچا ہو گا تمہارے بارے میں، تم اچھی طرح سمجھ کتی ہو۔“ اس کے الفاظ ازہر میں مجھے ہوئے تھے، عیشال کی رگ رگ میں درد کی شیسی اشنے لگیں۔

”غلطی صرف میری نہیں ہے...“ اس نے عیشال کو بات پوری نہیں دی اور دوسرا چھپر تھا جو اس کے باسیں گال پر پڑا تھا، چھپر تو وہ مار چکا تھا، اسکے پیچی بھی ہی میں اس کے آنسوؤں کی کافی احساس اسے مظہر کرنے لگا تھا، جسے دبائے کرنے وہ بیج اٹھا۔

”شٹ اپ ایسا تھا ہو کہ تم آج کی رات مجھ سے ضائع ہو جاؤ۔“ وہ مڑا اور ٹکڑا نے قدموں کیا۔ عیشال کو کوئی شہنشہ نہیں تھا، وہ جان بچی تھی کہ ایزد رنگ کے ہوئے تھا، وہ اپنی سکیاں دباتی جسے خدا کر رہا تھا، تب ہی وہ نیرس سے بارہوم کی تھیں پلٹھیں تو نہیں ہو گئی کہ میں تمہارے حسن کو خراج پیش کروں گا۔“ اس کا لمحہ سلگ رہا تھا۔

تھا، پر آج وہ سب کچھ بھول جانا چاہتا تھا، بالخصوص وہ جذبے جو بھی عیشال کے لئے اس کے دل میں جا گا تھا، رات کا آخری پر ہر تھا جب وہ لڑکھڑا نے قدموں سے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا، پورے گھر پر ہوا کا عالم طاری تھا، تمام ہمہن انھیں تھکے ہارے سوکھے تھے، دروازہ اندر سے کیوں لا علم رکھا۔“ وہ سونے کی چیز پر نہیں آیا، مگر کوئی بیان کر کے اپنے بھائی کو ایچ پر نہیں آیا، مگر عیشال کو ایسا لگ رہا تھا کہ اس کا پورا وجود پھر کا ہوا جا رہا ہے، اسے حیرت ہوئی، پھر حیرت شدید ہوئی کیونکہ وہ آنے والے ہوں کا خوف اس کی سانسوں کو پوک کر رہا تھا، میرون لینڈ کروز کی پھیلی سیٹ اس کا نہاد زیور ڈرینگ نیک نیلگی پر رکھا تھا، لیکن بھی ایزد کی نظریوں میں آپ کا تھا جو کہ صوفے پر رکھا تھا۔

”کہاں گئی؟“ ایزد کی سرخ آنکھوں میں ابھن ابھری، وہ کمرے کے درمیان میں آکر نظریوں سے اسے کھو جئے تھا، حالانکہ اس کے رنگ کو جھاڑ میں جھوک کر سو بھی سکتا تھا۔“ تب ہی تو سڑ صوفے کے پیچھے آہٹ ہوئی جبکہ عیشال کے اندر ہکڑ پکڑ ہونے لگی، وہ خوش گمان نہیں ہی، جانتی تھی کہ ایزد آفریدی نے اپنی زندگی میں کیوں شامل کیا ہے۔“ جب کہ دوسری طرف ایزد نیرس پر کھڑا کسی غیر مریٰ نقطے کو گھور رہا تھا، اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، اس نے عیشال کو اپنی زندگی میں شامل کر لیا تھا، آج کی شب وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا، اپنے کمرے میں عیشال کی دہن کے روپ میں موجودگی کا احساس ہی اس کے اندر اضطراب پیدا کر رہا تھا، تب ہی وہ نیرس سے بارہوم کی تھیں پلٹھیں تو نہیں ہو گئی کہ میں تمہارے حسن کو خراج پیش کروں گا۔“ اس کا لمحہ سلگ رہا تھا۔

مل جائے تو۔

”ہاں میں بھجواتی ہوں، ناشتے کے بعد تم آرام کر لیتا، شام میں تمہیں پارلر بھی جانا ہے۔“ رات کو دلیے کا ڈرامہ ہوتا باقی تھا، جس میں پھر سے اسے اور ایزد کو اپنی اپنی اداکاری کے جوہر رکھنے تھے، ناشتے کے بعد وہ پین مل کر سٹریٹ میں تھی کہ وہ اسے مخاطب کر لی، اولین جو بنا مسٹر رضا سے تسلیاں دینے لگیں تھیں لیکن شب کے بعد ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی اور آج تودہ حج سے ہی غائب تھا، وہ زری کے سامنے اہتمام سے لکھا کر سے جانا چاہتی تھی، اس نے رائل بلیوکل کی ساری باندھی تھی جس کے باوجود سریمرون نازک کام پڑا ہوا تھا بالوں کو اس نے ٹھلا چھوڑ رکھا تھا، ناشت میک اپ اور لندن کی جیولری میں اس کا جو درکشکارے مار رہا تھا، کشمکش نے بھی اسے دیکھ کر ماشاء اللہ کہ تھا۔

”همہ آپ کی طبیعت تو نحیک ہے۔“ ”ہونہہ، میری قدر مت کرو، لاکف انجوائے کرو۔“ زری کی توجہ ایزد پر تھی جو عیشال کے پہلو میں بیٹھا غصب ڈھارہ رہا تھا، کشمکش نے اسے سرزش کی تھی کہ وہ شادی والے روز اسچ پر کیوں نہیں آیا، سوہہ آج عیشال کے ساتھ موجود تھا، پچھے در اس سے پاتیں کرنے کے بعد زری اسچ سے اتر کشمکش کے پاس چل گئیں، عیشال نے ایک سرسری نظر ایزد پر ڈالی جو حدید سے پاتیں کرتے ہوئے پس رہا تھا۔

”ہم دونوں نے ہی اپنے اپنے چیزوں پر نقاب ڈال رکھے ہیں۔“ اس نے سوچا، تقریب رات گئے اختتام پذیر ہوئی، ایزد کے آنے سے پہلے وہ بس تپیل کر کے صوفے پر سونے کے لئے لیٹ چل گئی، اوڑھنے کے لئے اس نے چادر لے لی تھی، اسے معلوم نہیں ہوا کہ ایزد اس کے سونے کے تھی دیر بعد کمرے میں آیا تھا، دوسرے روز دوپہر میں تمام مہمان رخصت ہو

دل میں کوئی ملاں نہ رہے سوہہ زری سے ملاقات کر کے گیا تھا۔

”جی ماما مہمان آگئے تھے، آپ اپنا بہت خیال رکھے گا، یہر فکر بالکل مت سمجھے گا۔“ اس نے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر جو گائی۔ ”انکل آئنی پلیز ماما کا بہت خیال رکھے گا۔“ اب وہ سٹریٹ مسٹر رضا سے مخاطب تھی، جو بنا مسٹر رضا سے تسلیاں دینے لگیں تھیں لیکن اس کے دل کو قرار ہی نہیں آرہا تھا، دل ان جانے مددشتات سے سکھا کر سے جانے کیا تھیں وہ دوبارہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھے بھی پائے کی یا نہیں، رخصت ہوتے سے اس نے آخری الفاظ سمجھی ادا کیے تھے۔

”صیشو بینا مجھے معاف کر دینا۔“ گھر آ کر ہمیشہ عیشال کا دل بچا جھا ساتھ، ماہ نور اس کا دل بہانے کے لئے اسے لان میں لے آئی اور باش کرنے لگی۔

”میں چاہتی تھی کہ ایزد بھی تمہارے ساتھ جاتا، میں نے کال کی پر اس کا سلیل آف جا رہا ہے۔“ کشمکش شرمسار لک رہی تھیں۔ ”عمو جان ڈونٹ وری میں چل جاؤ۔“

”عمو جان کی شرمندگی محسوس کر کے الہ کو دل اداس ہونے لگتا تھا، گاڑی ڈرائیور کرتی ہوئی رائل کو بن جانے کا خیال کیوں آیا۔“ ”او سوہہ، تمہاری زبان سے کتنا اچھا بچپنی سے منتظر تھی۔“

”ایزد دوپہر میں آیا تھا میں نے کہا کہ یہیں جسپنٹ نی جگہ ماہ نور اس کے چہرے پر بھرے بھی لے آئے تو اس نے بتایا کہ گھر مہمان آئے گوں لو دیکھ کر کہنے لگی۔“ ”ان دونوں لالہ کراچی میں ہی تھے، جب زری کی آنکھیں خم اور چہرہ زرد ہو رہا تھا، عیشال بیوی نے پہلی بار اتنی کو دیکھا تھا یہ بہت زیادہ مان کی بات سن کر چوچی۔“

کیا شخص تھا ایزد آفریدی بھی، ایک طرف اس سے انجان بن گر بیٹھا تھا اور دوسری جانب آفریدی اپنے کمرے کی بالکوئی میں کھڑا تھا، اسے زری کے جذبات کا خیال بھی تھا کہ اس

نجانے وہ کب آیا تھا نہیں پتا ہی نہیں چلا۔“ ”آئی الہ۔“ اس نے عیشال سے ایک سکوڑ کیا اور اندر کی جاپ بڑھنی۔ جبکہ عیشال لکھتی ہی دیرے بے مقصد لان میں ہٹلتی رہی، زندگی اس کی مقام پر لے آئی تھی، بہت دیرے کے بعد وہ بے دل سے اندر آئی، کر کے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اس کی ہتھیلیاں بھیگ رہی تھیں ایزد آفریدی کا سامنا کرنے کے خیال سے، آفتاب منزل کی شہزادی کے پاس اس کے علاوہ کوئی جانے پناہ بھی نہیں تھی، کمرے میں ایزد نہ پا کر اس نے ایک سکون پھر اس اسی لام اور پھر تکمیلی اور چادر کے کر صوفے کی جانب بڑھنی تھی۔

”آپ نے مجھے بلایا؟“ کچھ نہیں دیر بعد گلزار (مالزہم) عموم جان کا باہوا لے کر آگئی، تو وہ ان کے کمرے میں آگیا۔

”تم جانتے ہو کہ میں اور ماہ نور کل واپس جا رہے ہیں۔“ وہ فرم ہلکے میں کو یا ہوئیں۔ ”جی آپ نے بتایا تھا کہ آغاز ہی کا باہوا آیا ہے۔“ ان کے نزدیک ہی یہ دیہنے گیا تھا، عموم جان اسے اخذ سخی بندگی نظر آرہی تھیں۔

”جانے سے پہلے میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ تم عیشال کو لے گر لا ہو آؤ اور آفریدی باؤس میں کچھ دن رہو۔“ انہوں نے میں کو بغور دیکھا۔

”آپ کا کیا خیال ہے، آغا جی کو یہ گوارا ہو گا؟“ اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

”میں ان سے بات کروں گی۔“ ”لیکن میں یہ نہیں بھول سکتا کہ وہ مجھ سے خفا ہیں، ایک اجنبی لڑکی کی بھی بات ان کے نزدیک زیادہ ہم تھی۔“ اس کی آواز قدرے بلند تھی۔

”جب سب باتوں سے واقف تھے تو
شادی نہ کرتے۔“ اس کی زبان پھسل گئی۔
ایزد جو کہ ڈائینگ نیبل چھوڑ کر اٹھ چکا تھا،
بغورا سے دیکھا، اولین شب کے بعد عیشال نے
بالاضرورت بولنا چھوڑ دیا تھا۔

”تمہاری زندگی اجرن کرنے کے لئے
بیوی بنایا ہے چھیس۔“ اس کا بچہ یونخت سرد ہو گیا
تھا۔

”جب کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں تو پھر بیوی
کہنے کا کیا مطلب ہے۔“ آج اس کی شامت
نے آواز دی تھی یا پھر تمہاری اور حکن نے مزاد
میں چڑچڑاہت پیدا کر دی تھی، جواباً اس نے
عیشال کی نکانی ایک بھلکے سے چینی تو عیشال اس
کے بے حد زدیک آگئی، وہ بہت سکی ہوئی ہوئی لگ
رہی تھی۔ (کیا چاہتا ہے یہ چھیس)

”بیوی کہنے سے مراد ہے کہ چھیس ہر وقت
ہر پل یہ بات بادرے کے تم ایزد آفریدی کی زندگی
میں شامل ہو چکی ہو، وہ بھی جو چھیس اپنی بہن
کے لائق نہیں لگتا تھا، اب تمہارے جسم و جاں
کا مالک ہے۔“ اس کی گرم سائیس عیشال کا چہرہ
چھلائے گئیں، پیشانی پر پیش بہہ نکلا، اگلے ہی
پل وہ اسے چھوڑ چکا تھا، ایک قدم آگے بڑھ کر وہ
پھر رکا اور اس کی جان مر۔

”تمہارے گھر کوں سے لہن کی اسمل آ
رہی ہے، جا کر چیچ گرو۔“ وہ لے ڈی بھرتا
اسٹری کی جانب بڑھ گیا، جبکہ اس پر گھر کوں یا انی
گر گی، دونک سے اس نے بیکی لباس پہن رکھا
تھا۔

☆☆☆
اس روز ایزد کے آفس جانے کے بعد اس
نے کام نہ نکالے اور پھر فارغ ہو کر اس نے اپنا
سامان ایزد کے روم کے برابر والے روم میں

”خانسماں.....“ اس نے منمنا کر پوچھا۔
”اے چھیسی پر تھج دیا ہے، ہری اپ جلدی
کرو۔“ وہ فریںگ نیبل کی جانب مُر گیا، جبکہ وہ
واش روم میں ھس گئی۔

”یہ کیا ہے؟“ پلیٹ میں پڑے عجیب سے
ملبو بے کواس نے کانٹے سے چھوٹا۔

”آمیٹ ہے۔“ وہ روہائی ہو رہی تھی،
کہیں وہ صحن تھیز نہ ہرادے۔

”ایسا آمیٹ میں نہیں کھا سکتا۔“ اس نے
کاشادا اپس پلیٹ میں رکھ دیا اور چائے کا کپ اٹھا
مرہم رکھنے کی بجائے اس کے زخموں پر مشتری رہا
لی، جو کچھ بہتر بن گئی تھی، یا الگ بات کہ چائے
چھانتے ہوئے اس کا یاتھ جل گیا تھا۔

”کونگ چنبرد یکھو یا کوئی اور طریقہ اختیار
کرو، گراب کھانا چھیسیں ہی بنانا پڑے گا اور کل
سے مجھے ڈھنک کا ناشستہ مانا جائیے یہی۔“ اس کا
کریکا یہ کھاں کا انصاف ہے اور ہاں مجھے ایسے

کے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تمہارے آئے
کو، گراب کھانا چھیسیں ہی بنانا پڑے گی۔“ اب کہ
جی کی نار مٹکی بھی دور ہو چائے کی۔“ اب کہ
اس کے پال سہارا رہی چھیس چیزے دو کوئی چھوٹا
بچھا ہو، جو کسی بات پر خفا ہو گیا ہو، ایزد آفریدی
کے لیوں پر چپ کی ہر لگ گئی تھی، کچھ بولا تو
لچ پر گھر نہیں آتا ابستہ رات کا گھنٹا وہ گھر پر ہی
کھانے کا عادی تھا، آفتاب منزل کی شہزادی نے
جانا۔

عمو جان اور ماہ نور کے جانے کے بعد
تمہارے گھر کے قیادتی مخصوص صوفے
دوسری صبح تھی، جب وہ اپنے مخصوص صوفے
بستر پر گھر نہیں میں چھپا، ایزد آفریدی کی چھپے ہائے کی، بہت محبت سے اس نے رات کا گھنٹا
کے پیچے اسے نیند کی دوائے بغیر گھر نہیں آئی تھا، کوش کے باوجود چاول بیٹھے گئے تھے،
تمہی، تکی نے اس کی چادر ٹھیک کر اتار دی تھی۔ ایزد نے چاول چکھ کر چھوڑ دیئے۔

اس افادہ پر ہر برا کرا اٹھ بیٹھی تھی، صوفے
کچھ فاصلے پر ایزد آفریدی کھڑا اس کی جان اڑا سر جھکا کے کھڑی ہی۔
”جسے کھانا بنا جائیں آتا۔“ وہ مجرموں کی
متوجہ تھا۔

”سک..... کیا ہوا؟“ اس نے حواس تمہارے پاس وقت ہی کھاں پچتا ہوا کا، میری
باکسی کرنے سے فرست ملتی تو تم پچھے کیجی
کر کے پوچھا۔
”دُنچ کے آٹھ بچے ہیں بیوی، اٹھ جائی۔“ وہ نیکیں نظروں سے اسے گھوڑا تھا،
کچن میں جا کر میرا ناشتہ ہنا۔“ وہ تو یہ
یک غلوٹوں تی مار مارتا ہے یہ چھیس۔

اس قدر حس کیوں ہو رہی ہیں۔“ وہ باز پر سک
رہا تھا۔

”اس لئے ایزد کو وہ لڑکی بھری دنیا میں تھا
ہو گئی ہے، تم سے شادی کے جرم میں اس کے
عزیزوں نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے، فقط

ایک ماں ہے، وہ بھی نہ زندہ لوگوں میں اس کا
شار سے نہ مردوں میں، بتاؤ کیا چھیس یقینے ہے

کہ اس کی ماں صحیت یاں ہو کر لوت سکے گی، نہیں
ایزد ہم یقین سے چھپے ہیں، اس کے زخموں
اس کا ہے ہی کون بیٹا اور ہم ہی اس کے زخموں
مرہم رکھنے کی بجائے اس کے زخموں پر مشتری رہا
کریکا یہ کھاں کا انصاف ہے اور ہاں مجھے ایسے

کے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تمہارے آئے
کو، گراب کھانا چھیسیں ہی بنانا پڑے گا اور کل
سے مجھے ڈھنک کا ناشستہ مانا جائیے یہی۔“ اس کا
کریکا یہ کھاں کا انصاف ہے اور ہاں مجھے ایسے

بچھا ہو، جو کسی بات پر خفا ہو گیا ہو، ایزد آفریدی
کے لیوں پر چپ کی ہر لگ گئی تھی، کچھ بولا تو
لچ پر گھر نہیں آتا ابستہ رات کا گھنٹا وہ گھر پر ہی
کھانے کا عادی تھا، آفتاب منزل کی شہزادی نے
جانا۔

عمو جان اور ماہ نور کے جانے کے بعد
تمہارے گھر کے قیادتی مخصوص صوفے
دوسری صبح تھی، جب وہ اپنے مخصوص صوفے
بستر پر گھر نہیں میں چھپا، ایزد آفریدی کی چھپے ہائے کی، بہت محبت سے اس نے رات کا گھنٹا
کے پیچے اسے نیند کی دوائے بغیر گھر نہیں آئی تھا، کوش کے باوجود چاول بیٹھے گئے تھے،
تمہی، تکی نے اس کی چادر ٹھیک کر اتار دی تھی۔ ایزد نے چاول چکھ کر چھوڑ دیئے۔

اس افادہ پر ہر برا کرا اٹھ بیٹھی تھی، صوفے
کچھ فاصلے پر ایزد آفریدی کھڑا اس کی جان اڑا سر جھکا کے کھڑی ہی۔
”جسے کھانا بنا جائیں آتا۔“ وہ مجرموں کی
متوجہ تھا۔

”سک..... کیا ہوا؟“ اس نے حواس تمہارے پاس وقت ہی کھاں پچتا ہوا کا، میری
باکسی کرنے سے فرست ملتی تو تم پچھے کیجی
کر کے پوچھا۔
”دُنچ کے آٹھ بچے ہیں بیوی، اٹھ جائی۔“ وہ نیکیں نظروں سے اسے گھوڑا تھا،
کچن میں جا کر میرا ناشتہ ہنا۔“ وہ تو یہ
یک غلوٹوں تی مار مارتا ہے یہ چھیس۔

”عیشال بہت اچھی اور مخصوص لوکی ہے
ایزد، جو ہوا سے بھونے کی کوشش کرو، عیشال کو
دل سے اپنا لو بیٹا۔“ عموجان کا لہجہ ملتحیا ہو گیا
تھا۔

”جو کچھ ہوا سے بھول جاؤں، عیشال کی
بچہ سے میں آغا جی کی نظروں سے گر گیا ہوں میں
سب کی نظروں سے گر گیا ہوں عموجان، میں اپنی
ہی نظروں سے گر گیا ہوں، جس لڑکی کی وجہ سے
یہ سب ہوا، میں اسے معاف کر دوں۔“ اس کا
لہجہ بدستور بلند تھا۔

”جس لڑکی سے شادی میں نے پدر لینے
کے لئے کی تھی اسے معاف کر دوں نہیں یہ میں ہو
سکتا۔“ آج پہلی وہ اس بات کو عموجان کے
سامنے تسلیم کر چکا تھا کہ اس نے عیشال سے
شادی اس سے پدر لینے کے لئے کی تھی، عموجان
رنج و تاسف میں گھری اسے دیکھ رہی ہیں، پھر
انہوں نے کہنا شروع کیا۔

”جب تمہاری شادی کی پہلی صبح میں نے
اے دیکھا تو مجھے لگا کہ میرا دل کی نے مٹھی میں
لے کر مسل ڈالا ہو، مجھے اپنی ماہ نور کا خیال آیا تھا،
اگر میری بیٹی کے ساتھ شادی کی پہلی رات اس کا
شوہرا یا سلوک کرتا تو میں جیتے جی مرجاتی، ایزد
مجھ سے وعدہ کر گئا اس پر ہاتھیں اٹھاؤ
گے۔“ عموجان کا لہجہ بھرا یا ہوا تھا، جبکہ ایزد دعو
جان کی زبانی سچائی سن کر شرمندہ تو تھا ہی مگر اسے
وعدہ کرنے میں بھی تامل تھا، عیشال سے وہ کوئی
زندگی نہیں برنا تھا تھا۔

”وعدہ کرو مجھ سے ایزد دو رہے میں چھیس اپنی
صورت نہیں دکھا دیں گی۔“ عموجان کی آنکھیں نم
تھیں۔

”میں وعدہ نہیں کر سکتا عموجان، میں کوشش
کروں گا اور آپ میری ماں آپ اس کے لئے
اپنے بال خشک کر رہا تھا۔“

کہیں جانے کے لئے تیار نظر آ رہا تھا، چائے ختم کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں ایک کام سے جارہا ہوں، ڈنر باہر ہی کروں گا۔“ عمادہ اسے اپنی آمدورفت کے پارے میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا تھا، آج عیشال کو وہ بدلا بدلا سارا گا تھا، وہ نہیں جانتی تھی کہ ایزد آفریدی کے دل کا موم بدلتے تھا، عیشال نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا، ایزد اس کی جانب دیکھے بغیر روازے کی جانب بڑھتا چلا گیا، مبارا اس کا چہرہ ہیروں کی زخمیں بن جائے، ایزد کے جانے کے بعد اس نے چائے لی اور پھر خالی برتن لے کر کچن میں آگئی، رات کے کھانے کے نام پر وہ صرف سالن بنا پائی تھی، اب جبکہ ایزد رات کا کھانا بہر کھانے والا تھا، تو اس نے سوچا کہ وہ خود پر یہ اور سالن کا ڈنر کر لے گی، خترے وہ بھلا چکی، لیڈی ماریا کس طرح اس کے آگے پیچھے پھرتی تھیں کہ وہ تھک کھالے، اس کے لئے کچھ نہ کچھ ایشل بناتی رہتی تھیں، وہ دلی سے چائے کے خالی برتن دھوکر کرے میں آگئی، سر بھاری ہو رہا تھا، اس نے سر درد کی ایک شیلٹ لی اور پھر آفتاب منزل فون کیا، جچاں لیڈی ماریا اب بھی اپنے فرائض کی انعام وہی کے لئے موجود تھیں، لیڈی ماریا سے باتیں کر کے اس کا دل کافی ہلاکا ہو گیا، رات کے کھانے کے بعد وہ نئے سیٹ کی کرے میں آگئی، مام کے پارے میں سوچتے نجاتے کب وہ نیند کی وادیوں میں پہنچ چکی۔

☆☆☆

کمرے میں داخل ہو کر ایک عجیب سے احسان نے اسے چھوٹا تھا، پچھکی کی تھی جو اس کھنک رہی تھی، اس نے رخ بدلا، وہ صوفہ جہاں اس وقت وہ سوئی ہوئی تھی وہ خالی تھا، اسے لگا کہ وہ صوفہ بھی اس نازک سے وجود سے محروم

کو سوچ کر ایزد نے نری سے پوچھا البتہ اس کی نظریں اب بھی کارنس پر رکھی اپنی اور ماہ نور کی تصوری پر تھیں۔

”نہیں، میں انہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی، میرا ان کے سوا ہے ہی کون۔“ وہ بے اختیاری میں بول رہی تھیں، یہ خیال نہیں تھا کہ سامح ایزد آفریدی کی ہے، جس کے نزدیک عیشال کی تکلیف باعث سکون ہوتی ہے، شاید اس کے آنسو بھی، جبکہ ایزد کا دل چکل رہا تھا یہ کہنے کے لئے کہ ”میں ہوں نہ تھرا را“ لیکن اس نے اپنے دل کو بڑی طرح ڈپٹ دیا۔

”تمہارے آنسوان کی تکلیف میں کی نہیں کریں گے، البتہ تمہاری دعا میں ضرور ان کے کام آتھکتی ہیں، سو نماز پڑھ کر ان کے لئے دعا کیا کرو، اٹھو اور جا کر منہ ہاتھ دھو دیں بھی فریش ہو کر آتا ہوں۔“ ایک نظر اس پر ڈالتا وہ کوٹ کوٹھا کر دیتے ہوئے پر تھا اور جو دنہارا تھا کہ وہ زور سے آنسو بھاری ہے۔

”اب اسے کہا ہوا؟“ اس نے دل میں کہ کرناٹی کی ناٹ ڈھنی کی اور کوٹ اتار کر دوسرا صوفے پر رکھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔“ اس نے ذرا کمزور آواز میں پوچھا، مگر جواب نہار دی۔

وقت جب وہ اسے کھانا سرو کر رہی ہوتی تھی، اور اس کا دل کافی ہلاکا ہوا تھا، اس کی چھٹی کے آبلے پر پڑ جاتی تھی تو اس کا دل کر سیدھی ہو کر بیٹھی اور پھر ایزد کی جان نہ اٹھائی، اس کا آنسوؤں سے بھیگا متورم پھرہ سرخ ناک دیکھ کر ایزد کا دل چاروں شانے پر ہو گیا، اس نے بے اختیار نظر پھیر لی، (روپ) ہوئے وہ پہلے سے بڑھ کر تھیں لکھتی تھی۔

”مما! کی طبیعت زیادہ خراب ہے،“ ایک

رنگیں سا وہ گھر میں داخل ہوا تھا، مگر میں پچھلے سنا ہے نے اس کا استقبال کیا تھا، عموماً اس وقت پنک سے آتی کھٹ بھٹ کی آوازیں لاؤخ میں پھیلی ہوئی ہوتی تھیں، گلزار بھی مقرر، وقت پر اپنے کوارٹر میں واپس جا چکی تھی، کیونکہ ایزد کو اپنی موجودی میں گھر میں ملازمین اچھے میں لگتے تھے، اس نے بیک ڈائینک نیبل پر رکھا اور پلٹ کر لاؤخ میں آیا جہاں اندھیرا چھاپا ہوا تھا، سوچ بورڈ کے قریب جا کر اس نے میٹن پش کے کائنات وہ لاؤخ روشنی میں نہایا گیا، ایزد کی توقع کے مطابق پر جبکہ اس کا چہرہ صوفے کے تھے پر جھکا ہوا تھا، اس کا ہوٹل ہوئے لرزتا و جودہ تارہ رہا تھا کہ وہ زور سے آنسو بھاری ہے۔

”اب اسے کہا ہوا؟“ اس نے دل میں کہ کرناٹی کی ناٹ ڈھنی کی اور کوٹ اتار کر دوسرا صوفے پر رکھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔“ اس نے دل میں کہ کرناٹی کی ناٹ ڈھنی کی اور کوٹ اتار کر دوسرا صوفے پر رکھا۔

”مما! کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔“ اس نے دل میں کہ کرناٹی کی ناٹ ڈھنی کی اور کوٹ اتار کر دوسرا صوفے پر رکھا۔

”بے بی آج میڈم کی طبیعت کافی خراب ہے۔“ ایک رضا کی اطلاع پر اس کا دم اکلنے لگا۔

”کل کافی بہتر تھیں، ان سے ملنے گیت بھی آئے تھے، اس وقت وہ بھگشن کے زیر اڑسو رہی ہیں۔“

”طبیعت زیادہ خراب ہے۔“ اس نے بدقت پوچھا۔

”جی بینا! آپ دعا کیجئے۔“ ایک رضا نے تسلی رہنے سے احتراز بردا۔

”مما سے ملنے کون آیا تھا؟“ اس نے آنسو پیٹھے ہوئے پوچھا۔

”دھکل آتی تھیں، ان کے ساتھ ان کے ہر بیٹھ اور میڈم کی سزا بھی آتی تھیں۔“ ایک رضا کی بات سن کر وہ ساکت رہ گئی، بالآخر جکل کو مام کا خیال آئی گیا اور فربی چھپھوکا دل بھی نرم ہو گیا،

اکل رضا سے بات ہوئی تھی۔“ وہ اسے بتا اس نے پچھہ دیر بات کر کے فون بند کر دیا، اس کا دل مام کے لئے تڑپ رہا تھا، بے اختیار اس کی آنکھیں بنتے گئیں، نجاتے کس کس زخم سے ہو

شفٹ کرنا شروع کر دیا، اس نے سوچا کہ جب گھر میں آتی گنجائش ہے تو پھر اسے صوفے پر بے آرام ہو کر سونے کی کیا ضرورت ہے، شام تک وہ اس کام سے بھی فارغ ہو چکی تھی، گلزار بھی مقرر، بعد اس نے پنک کلر کا سوٹ منتخب کر کے پہنچا تھا جس کا دوپہرے بے حد خوبصورت تھا، گلے بالوں کو اس نے کھلا چکھوڑا دیا اور لاؤخ میں صوفے پر بیٹھ کر اس نے ماما کا غیر طلبیا، میل سسل جاری رہی تھی لیکن وہ کال رسیو نہیں کر رہی تھیں، یا کیک اس کے دل پر بے قراری کا موسم اتر آتا، سی طور میں نہیں آ رہا تھا، اس نے کچھ سوچ کر انکل رضا کا نیا نہیں تبر طبا یا جسے تیری بیل پر بھی اٹھا لیا گیا۔

”انکل! ماما کال رسیو نہیں کر رہی ہیں۔“ سلام کے بعد اس نے پوچھا۔

”بے بی آج میڈم کی طبیعت کافی خراب ہے۔“ ایک رضا کی اطلاع پر اس کا دم اکلنے لگا۔

”کل کافی بہتر تھیں، ان سے ملنے گیت بھی آئے تھے، اس وقت وہ بھگشن کے زیر اڑسو رہی ہیں۔“

”طبیعت زیادہ خراب ہے۔“ اس نے بدقت پوچھا۔

”جی بینا! آپ دعا کیجئے۔“ ایک رضا نے تسلی رہنے سے احتراز بردا۔

”مما سے ملنے کون آیا تھا؟“ اس نے آنسو پیٹھے ہوئے پوچھا۔

”مما! کی طبیعت زیادہ خراب ہے،“ ایک

دی، اس کے ہاتھ بھی اس کی زبان کی طرح برق رفتاری سے چل رہے تھے، چائے لے کر دونوں لاوچ میں آئیں۔

”کل مہانوں سے ملنے کے بعد الہ بہت ذمہ بڑا ہو گئے تھے۔“ راتیل کا بچہ ایکدم افسردہ ہو گیا تھا، اسے کچھ بچھ میں نہیں آیا کہ وہ اسے کیا جواب دے اور کیا سوال کرے، حالانکہ دل میں کی سوال چل رہے تھے۔

”اللہ نے مجھے بتاتا تھا کہ انہوں نے میرے بارے میں آپ کو کچھ بھی نہیں بتایا، بھاگی میں آپ سے سب کچھ شیرکتا چاہتی ہوں۔“ اس نے توقف کیا تو عیشال نے اثاثت میں سر بردا دیا۔

”بھاگی بات اس وقت شروع ہوئی جب کراچی کے اڈزیں میل ایریا کی ایک گارمنٹ فیکٹری میں اس وقت آگ لگ گئی تھی جب وہاں سینکڑوں و رکڑوں کا تصرف تھے۔“ عیشال کو اس کی آنکھوں کی نبی بے چین کرنے لگی، راتیل کا لبجھ کھویا کھویا ساتھا۔

”ہمارے محلے کے تقریباً تمام لوگ اسی فیکٹری میں کام کرتے تھے، جب آگ لگی تو اس لوگ فیکٹری میں ہی موجود تھے، اماں بنا اور چارٹ کے چنانزے دیکھ کر میں بے ہوش ہو گئی۔“ قدرہ قطرہ آنسو اس کی آنکھوں سے پک رہے تھے۔

”قاطعہ خالہ پہلے ہی غم سے بڑھا تھیں، ان کی پیوگی کا سہارا تھا، ان کا سہیل جس کا جائزہ گھر سے نکلا تھا اور اس کے بعد وہ مجھے ہستیان لے کر گئی تھیں، کیونکہ مجھے ہوش نہیں آ رہا تھا، ہستیان میں مجھے ہوش تو آگیا پر میری حالت ابتر تھی، لالہ ہستیان میں کی کام سے آئے تھے۔“ عیشال دم سادھے سن رہی تھی۔

بے دل سے ناشتہ کیا، بعض اوقات وہ اسے بہت مظلوم لگتا تھا، مگر مظلوم تو وہ خود بھی تھی، اس نے کب ایزد سے دشمنی بھائی چاہی تھی، حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے جو یزد کے خلاف جارہے تھے، وہ تو بس اتنا چاہتی تھی کہ اس کی بہن شادی کے بعد خوش رہے، بچل کی خوشیاں بجائے بچاتے وہ خود کس قدر تباہ ہوئی تھی، اپنی زندگی کے حوالے سے تو اس نے بھی بھی پڑے بڑے خواب نہیں دیکھے تھے، بس اتنا چاہتی تھی کہ اس کا ہمسفر صرف اس کا ہو کر رہے، تقدیر نے جسے اس کا ہمسفر بنایا تھا، وہ کسی اور کا تو نہیں تھا، پر وہ اس کا بھی نہیں تھا، جھوٹے جھوٹے کام سینتے ہوئے وہ سوچوں میں سر بردا دیا۔

”آپ سے ملنے کو بہت دل جا رہا تھا، اس لئے میں نے لالہ کو صحیح ایس ایس ایس کیا کہ مجھے بھاگی سے ملنے جانا ہے، سو انہوں نے گاڑی بھوادی۔“ وہ اس کے لیے لگی ہوئی تھی۔

”اچھا کیا تم آگئیں میرا بھی تم سے ملنے کو جی چاہ رہا تھا۔“

”فاطمہ خالہ نے مجھ سے کہا کہ شام میں چل جانا، لیکن میں نے منع کر دیا۔“

”فاطمہ خالہ؟“ اس نے سوالیہ اندرا اختیار کیا۔

”فاطمہ خالہ پہلے ہی غم سے بڑھا تھیں،“ عیشال اسے ساتھ لے کر کچن میں آگئی اور جو لمبے پر چائے کا پائی رکھتے گئی۔

”راتیل دوپہر کے کھانے میں کیا پسند کرو گی؟“ اس نے پوچھا۔

”آج میں آپ کو اپنے لاتھ سے بنا کر دال چاول کھلاوں گی، جو کہ لالہ کو بھی بہت پسند ہے۔“ وہ بہت باتونی تھی، عیشال نے چائے تیار کی اتنے میں راتیل نے دال چو لمبے پر چڑھا

پر یوم میں شفت کر دیا ہے۔“ وہ الگیاں بھٹک رہی تھی۔

”کس سے پوچھا تھا تم نے؟“ اخبار سائیڈ رکر کے اس نے عیشال کو دیکھا، سیاہ سوت میں بچس کا چیرہ چاند کی مانند روشن تھا۔

”مجھے صوفے پر بے سکونی محسوس ہوتی تھی اس لئے۔“ اس نے بنا سوچے سمجھے اپنی تکلیف بتا دی، عیشال کی بات سن کر وہ ایتی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، وہ قدم آگے بڑھا اور اس کے نزدیک آکھڑا ہوا۔

”تمہارا کیا خیال ہے، میں تمہیں بھال کیوں لیا ہوں؟“

”میں نے تمہیں اپنی زندگی میں شامل ہیں جل رہی تھی اور وہ بیٹھ رکھری نیند سوئی ہوئی تھی، اس کے سونے کا تو پہنچن انداز ایزد کے دل میں بچپن مچانے لگا تو وہ اسے اخانے کا ارادہ ترک کر کے لائٹ آف کرتے ہی کمرے سے باہر نکل آیا۔

”صحیح ناشتے کی میر پر ایزد کا مزاج حد درجہ اس کا ضبط تو گئے۔“

”آپ نے غلطی کی تھی، آپ کو اسی غلطی کی سزا ملی ہے۔“

”جمشت شٹ اپ، میں نے کوئی غلطی نہیں کی تھی، ایک اچھا کام کیا تھا، یہ سوچ کر سب کو بے خبر رکھا کہ میکی دا میں ہاتھ کو خربن ہو، مگر محدود سوچ رکھنے والا معاشرہ، اس نے میری نکتی کو بھی میرا گناہ بنا لالا اور اس کام میں جو کردار نہیں سے بھرا گلاس اس کے آگے رکھا ہے وہ گھوٹ گھوٹ کر کے میں لگا۔

”رات کہاں تھیں پیوی۔“ جوں ختم ہو چکا تھا، نظر میں اخبار پر چھیس، جگہ لفظوں کی دھار کارخ عیشال کی جانب تھا۔

”وہ..... میں نے اپنا سامان دوسرے بیٹ

کا مامن کر رہا ہو، سینٹر میل پر کوئی کتاب بھی نہیں تھی، اکثر وہ سونے سے پہلے کچھ دیر مطالعہ کرتی تھی۔

”کہاں گئی؟“ وہ سوچتے ہوئے ڈرینگ روم میں کپڑے پیچنے کرنے لے چلا گیا تھا، آج کا دن اس کا بہت برا آنراحت تھا اور پھر یہ لڑکی بھی تو شام سے آزمائش میں ہوئی تھی، نائٹ سوت پہن کر دی، عیشال کی بات سن کر وہ ایتی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، وہ قدم آگے بڑھا اور اس کے نزدیک آکھڑا ہوا۔

”تمہارا کیا خیال ہے، میں تمہیں بھال کر اندر داخل ہوا تھا، سامنے کا منظر دکھ کر اس کے بیوں سے ایک سرداہ برآمد ہوئی تھی، کمرے کی لائٹ کیونکہ تھا اور وہ بیٹھ رکھری نیند سوئی ہوئی تھی، اس کے سونے کا تو پہنچن انداز ایزد کے دل میں بچپن مچانے لگا تو وہ اسے اخانے کا ارادہ ترک کر کے لائٹ آف کرتے ہی کمرے سے باہر نکل آیا۔

”صحیح ناشتے کی میر پر ایزد کا مزاج حد درجہ بڑھنے لگا، میل پر معمولی سی گرد نظر آنے پر وہ بچھ دی پہلے گلزار کی تھنچائی کر جکا تھا جو کہ اب اپنے کوارٹر میں واپس جا چکی تھی، عیشال نے اپل جوں سے بھرا گلاس اس کے آگے رکھا ہے وہ گھوٹ گھوٹ کر کے میں لگا۔

”رات کہاں تھیں پیوی۔“ جوں ختم ہو چکا تھا، نظر میں اخبار پر چھیس، جگہ لفظوں کی دھار کارخ عیشال کی جانب تھا۔

”جنہا

سوال کا جواب نہیں دے سکتی تھی، اس کے آنسو تینوں سے بہرہ رہے تھے، اس شدت سے اپنی کم مانگی کا احساس ہو رہا تھا کوئی بھی تو نہیں تھا، اس کے پاس جو اسے جذباتی سہارا دیتا، اسے اپنی شفیق بانہوں میں تھام لیتا، اس کا دھکا پسند دل پر محسوس کرتا۔

”کس قدر تھا ہو گئی ہوں میں۔“ اس نے کرلا کر سوچا، پھر وہ گلزار کو گھر کا خیال رکھنے کا کہہ کر آفتاب منزل آگئی، آفتاب منزل کے ملازمین تک بھی یہ بخوبی جعلی تھی کہ ان کی مالکی اس جہان فانی سے رخصت ہو چکی ہے، آفتاب منزل کے درود یوار پر سو گواری طاری تھی، زری جس قدر بھی بے راہ روی کا شکار تھی، ملازمین کے ساتھ اس کا رویہ اتنا ہی اچھا تھا، تب ہی اس کی آنکھیں رنم تھیں، لیے یہ پاریا اسے دیکھتے ہی لپک کر اس گئی جانب آئی تھیں اور اسے اپنی بانہوں میں تھام لیا تھا۔

”بے می! میں ہمیں چھوڑ کر چل گئیں ہیں۔“ اس کا گلابیجا جارہا تھا کچھ کہا ہی نہیں گی، لاڈنخیں میں بھی چاندنیوں پر علاقے کی چند خواتین موجود تھیں۔

”لیڈی ماریا! آپ انکل رضا کو کمال کر کے پوچھیں کہ وہ ما کو لے کر گب آئیں گے۔“ ایڈی ماریانے اس رخ سے دیکھا اور بولنے لگیں۔

”رضاصاحب سے میری بات ہو چکی ہے، ڈاکٹر زکا کہنا ہے کہ نیم کی تدشین اور دینا ہی مناسب ہے، یہاں لانا مناسب نہیں ہے، بھل اور ان کے ہر بیٹھ اور ہی ہیں، بھل سے میری بات ہوئی ہے، وہ تدشین کے بعد ہمیں اطلاع دے دیں گے۔“ لیڈی ماریا کی بات سن کرو، ہمارے ہوئے قدموں سے چاندنی پر آ کر بیٹھ گئی، اسے یاد تھا کہ جب ڈیڈی کی ڈھنگ ہوئی تھی، اس

ایزد کے گھر کی چوکیداری کرتا تھا، دوسرے دن صبح سے ہی اس کا دل بہت مھetrab تھا، اس سے ناشستہ بھی نہیں کیا گیا۔

”بی بی بی جی ناشستہ تو کر لیں۔“ گلزار نے اسے چائے پیتے دیکھ کر کہا۔

”جی نہیں چاہ رہا گلزار،“ وہ بے دل سے بولی اور انھوں کرنے کرنے میں آگئی، اسے ایزد کی کمال کا انتظار تھا کہ شاید وہ اسے کمال کر کے عموم جان کی طبیعت کے پارے میں بٹائے گا، لیکن یہ اس کی خام خیال تھی، خدا اس کے پاس ایزد کا بزرگ نہیں تھا کہ اسے کمال کرنی، وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ اس کا ایں فون گلشن نے لگا انجان نمبر سے کمال آرہی تھی، کچھ سوچ کر اس نے کمال پک کر لی۔

”میلو عیشال۔“ دوسری جانب سے آنے والی آواز کو وہ ایک لمحے میں پیچوان گئی تھی اور اسے عرصے کے بعد اپنی ماں جانی کی آواز سن کر اس کی آنکھیں چھکل پڑیں۔

”بھل یہ تم ہو ناں؟“ اس نے بھیگی آواز میں تصدیق چاہی۔

”عیشال میں جھمیں کچھ بتانا جائی ہوں۔“ بھل کا گھبرا ہوا انداز محسوس کر کے عیشال ہم گئی۔

”عیشال میری بات سو نام نے سو ساید کر لی ہے، وہ اب اس دیا میں نہیں ہیں۔“ دوسری جانب شاید وہ بھی رورہی تھی، جبکہ عیشال اسی طرح بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

”یہ کیا کیا مہما آپ نے، دنیا سے جاتے جاتے بھی آپ نے غلطی کر لی، خود کی حرام ہے، یوں کیا مہما آپ نے ایسا۔“ وہ دل ہی دل میں زری سے مخاطب تھی، جس کا اب اس دنیا سے رابطہ ختم ہو چکا تھا اور وہاب عیشال کے کسی

برہمی کی وجہ اس سمجھ میں آگئی، بلکہ سارے ہی پر دے انھوں کے تھے تھے، اب ایزد آفریدی کے حوالے سے اس کے ذہن میں کوئی ابھن باقی نہیں رہی تھی، ایک کام باقی رہا تھا، ایزد آفریدی سے معافی مانگنے کا، راتیں رات کو، ہی واپس چلی گئی تھی۔

☆☆☆

رات کو جب وہ لوٹا تو کافی جگلت میں تھا، رہائش کا انتظام بھی کردیا، خالہ اور میرے نام پر انہوں نے جو انشت اکاؤنٹ ٹھلوادیا تھا، انگلینڈ واپس جائے کے کراپی تو وہ بیک میں ڈالنے کا، عیشال جائے کے کراپی تو وہ اس کام سے فارغ ہو چکا تھا، عیشال اس کا بیک دیکھ کر جوک پڑی۔

”جھیں جا رہے ہیں؟“ اس نے پوچھا۔ ”ہونہے لاہور جا رہا ہوں، ماہ نور کا فون آیا تھا، عیشال سائس روکے سن رہی تھی، یہ سب تو کشڑی ہیں، اس لئے میرا دہا جانا ضروری ہے۔“ وہ جانے کی جذبے کے تحت تفصیل سے بتا رہا تھا۔

”میں بھی چلوں۔“ عیشال نے سادگی سے پوچھا۔

”میں۔“ اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ ”مگر اس کو اپنے پاس بلا لینا، تاکہ جھمیں کوئی پریشانی نہ ہو۔“ وہ جائے کا خالی گر رکھ رہا تھا۔ اور پھر کچھ خیال آنے پر اس نے جیمز کی جیب سے اپنا والٹ نکال کر اس میں سے کئی نیلے نوٹ کمیچ کر نکالے اور پھر بنا کچھ کہے سا یڈ نیل بر کھد دیئے اس کے بعد وہ اپنا بیک اٹھا کر باہر نکل گیا، پنا خدا حافظ کے، اس کے جانے کے بعد عیشال نے وہ نوٹ اٹھا کر دراز میں ڈال دیئے اسے ان روپوں کی ضرورت نہیں تھی، رات کو اس نے گلزار کو اپنے پاس بلا لیا تھا، گلزار تقریباً تیس سال کی شادی شدہ عورت تھی، اس کا شوہر بہت افسر دگر رہی تھی۔

”دونٹ وری راتیں، سب ٹھیک ہو جائے گا، تم پکن میں چل کر دل دیکھاو، جل نہ جائے۔“ وہ بدقت بول رہی تھی، اسے ایزد کے مزاج کی

”میری چینوں نے لالہ کو متوجہ کیا تھا، میرے حالات جان کر ان کو کوہ، بہت دکھ پہنچا تھا، انہوں نے میرے سر پر اپنارست شفقت رکھ دیا، فاطمہ خالہ اور میری کفالت کی ذمہ داری بتا کے انہوں نے اپنے کندھوں پر اٹھائی، ان دونوں وہ چھٹیاں گزارنے پاکستان آئے تھے، واپس جانے سے پہلے انہوں نے ایک اچھے علاقوں میں ہماری رہائش کا انتظام بھی کر دیا، خالہ اور میرے نام پر انہوں نے جو انشت اکاؤنٹ ٹھلوادیا تھا، انگلینڈ واپس جا کر بھی وہ میلیفون پر ہماری خبر گیری کرتے رہے ہیں، اب چونکہ میرا بی بی اسے پلیٹ ہو گیا ہے تو والہ کی خواہش ہے کہ میری شادی ہو جائے، اسی لئے خالہ کی کوششوں سے کل گھر پچھے خاص مہمان آئے تھے۔“ راتیں نے توقف کیا، عیشال سائس روکے سن رہی تھی، یہ سب تو اس کے سان و گمان میں بھی باہر تھا۔

”پھر کیا ہوا راتیں؟“ راتیں کی خاموشی نے اسے مضطرب کر دیا۔ ”بھا بھی! ان خواتین کی باتوں سے لالہ بہت یہ رہ ہوئے ہیں، وہ خاتون جو لڑکے کی والدہ تھیں کہنے لگیں کہ اگر لالہ نے نیک نیت سے میری سر پرستی کی ہے تو انہیں تنبا یہ ذمہ داری اٹھانے کے بجائے اس کارخیر میں اپنی والدہ یا بیوی کو بھی شرک کرنا چاہیے تھا، گیونکہ ہمارا معاشرہ اتنا ایڈ و اس نہیں ہے، وہ تو رشتے سے انکار کر کے چل گئیں، لیکن لالہ خاموش ہو گئے تھے، انہوں نے رات کو کھانا بھی نہ کھا کیے تھے، انہیں دیکھ کر بھا بھی میں انہیں دکھنی دیکھ کر بھتی تھی۔“ وہ بہت افسر دگر رہی تھی۔

”دونٹ وری راتیں، سب ٹھیک ہو جائے گا، تم پکن میں چل کر دل دیکھاو، جل نہ جائے۔“ وہ بدقت بول رہی تھی، اسے ایزد کے مزاج کی

سوش ایکٹو شیز بھی ناگوار گزرنے لگیں تھیں، اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنا بڑا گناہ کیا ہے، اپنے ہاتھوں سے اپنا ہاگ اجاڑ لیا، میں جانتی ہوں یہ جانتی جان کر کہمیں دھمکا لے گا، لیکن اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا، تمہاری آنحضرت مان۔ عیشال کو لوگ رہا تھا کہ جسے اس کے ہاتھ میں کاغذ نہیں پکڑ کوئی زہر بیانا ناگ ہے، جو اسے ڈس چکا ہے، اس نے کاغذ کو دور پھنس دیا، اسے پتا ہی نہیں چلا کہ وہ روری تھی، وہ تجھے جس کررونا چاہتی تھی، اسے کچھ بھج میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ کہا ہو رہا ہے، اس نے تکھے میں منہ دیا اور رو نے کی، اتنا تو وہ جانتی تھی کہ اس کی مان اچھی عورت نہیں ہے، پر اس قدر بیری عورت ہو گی یہ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہی اولاد کو شیئم کرنے کا سبب بنے گی، اسے باپ سے محروم کرنے کی وجہ بنے گی، بہت دیر ہونے کے بعد اس کے حواس بحال ہوئے تو عیشال نے وہ کاغذ اٹھا کر باریک پرزوں میں تبدیل کیا اور اسے واش روم میں جا کر پہاڑ دیا، وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے والدین کا نئے سرے سے تماشا لے گا اگ بات ہے کہ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کچھ کہنا چاہتی ہوں، کوشش کرنا لے جائی جائے کے بعد تم مجھے معاف کر سکو، میں نے بہت بڑا گناہ لیا ہے، میں آفتاب کو اپنی انگلیوں کے اشاروں پر چلانا چاہتی تھی، مجھے لگا کہ میں ناکام ہو گئی ہوں، آفتاب نے میری مرضی چانداں بالکل پھیلا چکی تھی، اولین شب کا چاند ڈوب چکا تھا، البتہ تھاہرے اپنی روتی سے اندر ہرا در کرنے کی تگ دو میں صروف تھے، گھرے سانس لیتے ہوئے وہ مرمر میں نیچ پر آیا تھی پیر اوپر کر کے اس نے چھرہ دنوں گھنٹوں کے درمیان میں رکھ دیا، اسی طرح مجھے اسے سکون مل رہا تھا، نجات کی تھی ہی دیر وہ اسی طرح بے حس و حرکت نہیں

درو دیوار کا دامن تھام لے گی۔“ وہ کھڑکی میں کھڑی سوچ رہی تھی، عقب میں آہٹ ہوئی تو اس نے مژ کر دیکھا، لیڈی ماریا کھڑی تھیں، وہ بھی ایک بخت کے بعد سحر و اپس جاری تھیں، دہاں ان کی بہن رہاں پذیر ہیں، لیڈی ماریا کا ان کے پاس ہی رہنے کا رادہ تھا۔“ تھیا جی بات ہے لیڈی ماریا؟“ اس نے پوچھا۔

“ بے بی یہ لفافہ میں امریکہ جانے سے پہلے آپ کے لئے دے گئی تھیں۔“ لیڈی ماریا نے لفافہ اسے تھامیا، لفافہ ہاتھ میں لیتے ہی عیشال بے چینی کی ہو گئی تھی۔

“ آپ جائیے میں دیکھ لوں گی۔“ لیڈی ماریا کے جانے کے بعد وہ بیدار آیا۔

“ دیکھے اس میں۔“ اس کا دل کا نئے لگا تھا، لفافہ کھول کر اس نے لفافے میں موجود کاغذ باہر نکال لیا، یعنی روشنائی سے لامی تحریر مام کی لکھائی میں نظر آگئی۔

“ دیکھ عیشال جب یہ خط تم تک پہنچے گا، یقیناً میں یہ دنیا چھوڑ چکی ہوں گی، آج ہم میں سے کچھ کہنا چاہتی ہوں، کوشش کرنا لے جائی جائے کے بعد تم مجھے معاف کر سکو، میں نے بہت بڑا گناہ لیا ہے، میں آفتاب کو اپنی انگلیوں کے اشاروں پر چلانا چاہتی تھی، مجھے لگا کہ میں ناکام ہو گئی ہوں، آفتاب نے میری مرضی چانداں بالکل پھیلا دیا تھا، خاص طور پر ہب اس نے مجھ سے پوچھے پہاچل کو تمہارے تیاری کو دیتے دیات میں بہت دلبر داشتہ ہوئی تھی، برس کے معاملات میں بھی وہ منی کرنے لگا تھا، تب ایک روز میں نے اسے دودھ میں زہر ملا کر دے دیا تھا، جاکہ میں آزادی سے بنا کی کی روک نوک کے اپنی من پسند زندگی گزار سکوں، کیونکہ اسے میری

عطاں بے قصور تھی، تھی انہوں نے اس سے قطع تعلق کیا، اسے اپنی دعاویں سے دور کیا۔

“ ایز دیکھ آیا۔“ تھیا جی پوچھرہ ہے تھے اور وہ شرم سار ہو گئی۔

“ عمرو جان ہاسپلائز ہیں، ایز دن کے یاں لاہور گئے ہیں ان کے پاس۔“ تھیا جی اس کی بات سن کر لالان کی جانب بڑھ گئے جہاں پر مردوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا، دوسری سوچ کل کافون آیا، اس نے بتا تھا کہ زری کی مدد فیض کر دی گئی ہے، تھیا جی نے بھی مقامی میڈیم تھی، بھی زری کی غامض نماز جنازہ ادا کر دی تھی، ایز دکی کوئی خبر نہیں تھی، نہ ہی عیشال نے اس سے کوئی راستہ تھا، چار روز بعد تھیا جی واپسی کے سفر کے لئے تیار تھے، تھیا جی نے اس سے کہا کہ وہ ابھی ان کے ساتھ لاہور چلے گئے تھا، پھر جو وہ دادی کی پانیوں میں بھر کر رہی ہے کہ انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

“ آپ سب مجھ سے خفا ہو گئے اور اب ماما بھی مجھ سے روٹھ گئی ہیں، دادی میں بہت تباہ ہو گئی ہوں۔“

“ نہیں میری بچی! کوئی تجھ سے خفا نہیں ہے، ہم سب تیرے ساتھ ہیں بیٹا۔“ دادی کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو بہرہ ہے تھے، وہ ان علیحدگی اختیار کر لے گی، پر اب ایسا عکن نہ تھا، کیونکہ انجانے میں ہی وہ بھور گھوٹھوٹ اس کے دل کا آنکھوں پر دیز پر دے ڈال دیے تھے، حالانکہ راتیں اور ایزد کے تعلق کے بارے میں تو انہیں پیارے تھے، انہیں گیٹ تک رخصت کر کے وہ پکھوڑھ عرصے بعد ہی پتا چل گیا تھا، پر جب زری اپنے کمرے میں آئی اور پر دے سمیت کر کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی، اس کی سوچیں تلیوں کی طرح بھرنے لگیں۔

“ میں کچھ ہی دنوں کی بات ہے، پھر اس گھر میں ویرانیاں ڈیرہ ڈال دیں گی، سنائے گلتایا کریں گے، خاصیتی موقوف ہو گی، ادا کی تھی کہ عیشال کی شادی زری کی ضد کا نتیجہ تھی،

وقت میا نے دادی اور تھیا جی کے آنے سے پہلے ہی ڈیکھ کی تدبیح کرو دی گئی، دادی آخری بار اپنے بیمارے بیٹے کا چھرہ چھو کر نہیں دیکھ پائی تھیں، نہ ہی تھیا جی اپنے لادے بھائی کا آخری دیدار کر پائے تھے، اب بھی سب مام کے ساتھ ہمچونے جا رہا تھا، انہی کی لاڈی عیشال اب انہیں بھی دکھ نہیں پائے ہی، ان کا کام آخری دیدار نہیں کر سکے گی، آخری بار انہیں جھوکر ان کا مام اپنی پوروں پر محفوظ نہیں کر پائے گی، زری کا حلقہ احباب کا نیوں سبق تھا، میسے جیسے لوگوں تو علم ہو رہا تھا وہ اغزیرت کے لئے پیچ رہے تھے، خواتین آپس میں اسی کی بیماری کے حوالے سے چھوٹیاں بھی کر رہی ہیں، دادی کے ساتھ تھیا جی اور تھیا ای کو دیکھ کر اس کا ضبط نوٹ گیا، پھر جو وہ دادی کی پانیوں میں بھر کر رہی ہے کہ انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

“ آپ سب مجھ سے خفا ہو گئے اور اب ماما بھی مجھ سے روٹھ گئی ہیں، دادی میں بہت تباہ ہو گئی ہوں۔“

“ نہیں میری بچی! کوئی تجھ سے خفا نہیں ہے، ہم سب تیرے ساتھ ہیں بیٹا۔“ دادی کی بوڑھی آنکھوں سے آنسو بہرہ ہے تھے، وہ ان علیحدگی اختیار کر لے گی، پر اب ایسا عکن نہ تھا، کیونکہ انجانے میں ہی وہ بھور گھوٹھوٹ اس کے دل کا آنکھوں پر دیز پر دے ڈال دیے تھے، حالانکہ راتیں اور ایزد کے تعلق کے بارے میں تو انہیں پیارے تھے، انہیں گیٹ تک رخصت کر کے وہ پکھوڑھ عرصے بعد ہی پتا چل گیا تھا، پر جب زری اپنے کمرے میں آئی اور پر دے سمیت کر کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی، اس کی سوچیں تلیوں کی طرح بھرنے لگیں۔

“ میں کچھ ہی دنوں کی بات ہے، پھر اس گھر میں ویرانیاں ڈیرہ ڈال دیں گی، سنائے گلتایا کریں گے، خاصیتی موقوف ہو گی، ادا کی تھی کہ عیشال کی شادی زری کی ضد کا نتیجہ تھی،

داری سے بھی فارغ ہو جاؤں، ماہ نور اور حدید کی شادی کے ساتھ تمہیں بھی منٹا دوں۔ ” عمرو جان نے باری باری تینوں کو دیکھا، ان کی بات سن کر ماہ نور کے لیوں پر شرارتی سی مکان پھیل گئی، ایزد بھی مکرانے لگا، اس کی سکراہمث دیکھ کر عمرو جان کو لگا کہ ان کا بیٹا زندگی کی جانب لوئے لگا ہے، البتہ عذر پیدا کی بات سن کر سخنیدہ ہو گیا تھا۔

”اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے عدید تمہیں اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو مجھے بتا دو۔ ” عمرو جان نے مزید کہا، عدید کا جواب سن کر ایزد بری طرح چونکا تھا۔

”عمرو جان! اس سلسلے میں تو آپ کو لاہہ سر جوں کرنا پڑے گا۔“

”کیا مطلب؟“ ایزد نے کہا۔

”وہ لاہہ میں راتبل سے شادی کرنا چاہتا ہوں، میں نے اسے آپ کی شادی پر دیکھا تھا۔“

اس وقت میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں تھی، اب بھی میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے اس سے طوفانی تم کی محبت ہو گئی ہے، میں تو آپ کے ساتھ تیک کام میں شریک ہونا چاہتا ہوں میں کھل اٹھا۔

”اچھا ہوا لاالا آپ ادھر ہی ہیں، کافی عرصے سے آپ سے تعصیلی ملاقات نہیں ہوئی ہے، آپ نے بھی تو شادی کے بعد ادھر آنکم کر دیا ہے۔“ وہ عمرو جان کے بیڈ پر ان کے پاس بیٹھا، عمرو جان دونوں کو دیکھ کر مسکراہی ہی، ایزد پکارا، عمرو جان اور ماہ نور مسکراہی ہیں۔

”آغا جی کو اعتراض نہ ہو اور پھر مجھے راتبل کی رضا مندی بھی تو معلوم کرنی ہے۔“ وہ دل ہی دل میں اپنے سر کا شکر گزار تھا، عدید سے بہتر جیون ساتھی راتبل کو کہاں متا، البتہ اسے اپنا بھرم بھی تو رکھنا تھا۔

”تمہارے آغا جی سے میں بات کر لوں گی، تم راتبل کی رضا مندی جان لیتا۔“ عمرو جان نے فری سے کہا۔

”کتنا اچھا لگے کام عمرو جان جب راتبل میں سوچ رہی تھی عدید کے تمہاری ذمہ

راتبل لڑکی تھی اور ایزد ایک مرد تھا، معاشرہ ان کے مابین رشتے کی پاکیزی کو تمہیں نہیں کر رہا تھا، وہ جو پہلے صرف عیشال کو تصوروار بھجتا تھا، رفتہ رفتہ اسے احساں ہو گیا تھا غلطی اس سے ہی ہوئی ہے کاش وہ عمرو جان یا آغا جی کو اعتماد میں لے لیتا تو آج صورت حال مختلف ہوتی، راتبل کے ساتھ کے لئے اس قدر خوارہ ہونا پڑتا، نہ ہی گھر آئے لوگوں کے ہاتھوں راتبل کے سامنے ذات اٹھانی پڑتی، وہ آغا جی سے بھی معافی مانگنا چاہتا تھا، آغا جی کی بیکی فشائے جھی تو یونی سہی، عیشال کے لئے بھی وہ بہت پرشان تھا، رضا صاحب سے اس زری کی خود کشی کا علم ہو گیا تھا، لیکن عمرو جان اور ماہ نور کی بنا کسی مرد کے سہارے کے چھوڑ کر واپس آنا مناسب خیال نہیں کر رہا تھا، تب ہی اس روز عذر پیدا پاگیا، وہ بھی عمرو جان کی طبیعت کا سن کر آیا تھا، اسے دیکھ کر کھل اٹھا۔

”اچھا ہوا لاالا آپ ادھر ہی ہیں، کافی عرصے سے آپ سے تعصیلی ملاقات نہیں ہوئی ہے، آپ نے بھی تو شادی کے بعد ادھر آنکم کر دیا ہے۔“ وہ عمرو جان کے بیڈ پر ان کے پاس بیٹھا، عمرو جان دونوں کو دیکھ کر مسکراہی ہی، ایزد اگر شاندار تحریر ایگنی خصیت کا مالک تھا تو اس عدید بھی نہ تھا، انہیں اس کی شادی کا خیال آیا، دو ماہ بعد حدید اور ماہ نور کی شادی طے تھی اگر عذر پیدا ہی راضی ہو جائے تو تمام فرائض ادا ہو جائیں، انہوں نے عدید سے جلد ہی اس بارے میں بات کرنے کا سوچا اور پھر رات کے کھانے کے بعد انہیں موقع مل گیا، ماہ نور کافی کے بعد اذکاری فروٹس بھی لے آئی تھی، عمرو جان کے کمرے میں ہی وہ تینوں موجود تھے۔

”میں سوچ رہی تھی عدید کے تمہاری ذمہ

دیکھنے لگی۔

”یوں بھی اب تم یہاں تھما رہ کر کیا کرو گی ارمان انکل وغیرہ بھی جا چکے ہیں۔“ اس نے مزید کہا، عیشال کے دل میں آیا کہ اس کی بات رد کردے، پھر اسے خیال آیا کہ کل کو خود سے جانے سے بہتر ہے کہ آج عزت سے اس کے ساتھ چلی جائے۔

”میں اپنا سامان لے لوں۔“ وہ پلا جیل و جنت اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی، اس نے اپنے روم سے پچھے ضروری سامان میگ میں ڈالا جس میں مام اور ڈیڈی کی تصاویر بھی ہیں، دو رو ب بعد اس گھر کا تالا لگ جانا تھا، تمام ملائیں بھی واپس جانے والے تھے، لیڈی ماریا کو ضروری ہدایات دینے کے بعد وہ ایزد آفریدی کے ساتھ اس کی گاہ تی کی فرشت سیٹ پر بیٹھ کر اس کے گھر چل آئی، پورا راست اس کی آنکھیں بھیکھی رہیں، ایزد خاموشی سے ڈرائیور گرتے ہوئے اس کا جاتزہ لیتا رہا، بلکہ اس کا جان تیار کر کے جا چکی تھی، کھانے کے بعد وہ کمرے میں آئی تھی جو ایزد لا دوئی خیں بیٹھ کر آفس کا کام پورا کرنے کا، ایزد نے صوف فرسوئے ہوئے وجود پر ڈالی اور سکر بیٹھ لگا کر باہنی میں آگیا۔

”وہ ہا سپل پہنچا تو عمرو جان آئی ہی یوں تھیں انہیں ہارٹ ایکیک ہوا تھا، بہر حال ان کی حالت خطرے سے باہر تھی، طبیعت سختیلے ہی عمرو جان نے عیشال پر کا پوچھا تھا، درحقیقت اپنی بہو سے بہت محبت تھی، یارخ روز ہستال میں رہنے کے بعد ڈاکٹر نے انہیں ڈسچارج کر دیا تھا، البتہ ڈاکٹر نے اختیاط کی تاکید کی بھی، ایزد پہلے ہی پرشان تھا، راتبل کے رشتے کی وجہ سے اس کا دل و دماغ الجھا رہتا تھا، رشتے کے لئے آنے والوں کو ایزد کی بھی میں کھوٹ نظر آتا تھا، کیونکہ

رہی، اسے محسوں ہوا کہ کوئی اس کے برابر میں آ کر بیٹھا ہے، اس نے خیال کیا کہ لیڈی ماریا ہوئی تھی لیکن جب کافی دیر تک خاموشی چھاتی رہی تو اس نے سراخیا، اس کے قریب لیڈی ماریا کے بجائے وہ دشمن جاں بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

”آپ؟“ اس نے دھنے سے سرگوشی کی۔

”یاں میں، تم نھیک ہو یہی۔“ وہ پوچھ رہا تھا اپنے بیپری لجھے میں، عیشال نے جواب دینے کے بجائے سر ہلا دیا، البتہ اس کی آنکھوں میں چمکتا ہوا پانی ایزد آفریدی کی نظرؤں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔

”بہت کوشش کی میں نے لیکن پھر بھی مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔“ اس نے کہا۔

”میری رضا صاحب سے شیلیون پر بات چیت ہوتی رہی ہے، سجل سے بھی بات ہوئی تھی۔“ اس نے کہا تو محل کے نام پر عیشال نے اس کی آنکھوں میں پچھے ڈھونڈنا چاہا تھا، یہ سے سوائے اپنے عکس کے ایزد کی آنکھوں میں پچھے بھی نظر پہنچ آیا۔

”رضا صاحب سے تمہاری ماما کی ڈھنچہ کا معلوم ہوا تو میں نے چاہا کہ تمہارے پاس آ جاؤں پر عمرو جان کی کنڈیتھن ایسی نہیں تھی کہ انہیں ماہ نور کے سہارے چھوڑ کر چلا آتا، اب بھی عذر پیدا کرنے کے وجہ سے میں آسکا ہوں۔“

”عمرو جان کی طبیعت اب کیسی ہے۔“ اس نے پوچھا تو ایزد نے دیکھا کہ اس کا پچھہ مسلسل رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

”پہلے سے بہتر ہیں۔“ اس نے جواب دیا۔

”بیوی میں تمہیں لیئے آیا ہوں، گھر چلو گی۔“ اس نے پوچھا تو وہ غائب دماغی سے اسے والوں کو ایزد کی بھی میں کھوٹ نظر آتا تھا، کیونکہ

اسے چھوڑ کر چلی جائے، پھر سے اس کی ذات کو موردا الزام تھہرا کر، اپا اب وہ ہونے نہیں دے گا، اب کہ وہ اسے کوئی یقینوں نہیں کرنے دے گا۔

”تم کہیں نہیں جاؤ گی، ناتھم نے۔“ وہ چینا تھا، عیشال جو لیوچ کی طرف جانی میرھیوں کی جانب بڑھ رہی تھی رکی اور مزکر ایزد کو دیکھا۔

”میں نے کہا تھا کہ میں اپ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی، میں نے سوچا تھا کہ میں یہ رشتہ بناء لوں کی، میرے شوپر کے دل میں اگر میں نہیں ہوں، تو کوئی اور بھی نہیں ہے۔“ اس کے لمحے کی پیش ایزد کھلڑا رہی تھی۔

”پر اب مجھے لگتا ہے کہ میں غلط ہوں، میرے نام نہاد شوہرنے اب بھی اپنی سابقہ مگریت کو اپنے دل میں بھاگ رکھا ہے۔“

”بکواس بند کرو۔“ جھ مہا اور پندرہ دن کے بعد آج پھر اس نے عیشال کو چھتر مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا، اسی پل عیشال بختنے کے لئے دو قدم پیچھے ہوئی تھی، لیکن اسے معلوم تھیں تھا کہ دو قدم کے فاصلے پر اس کے پیروں کے پنج زمین ہے ہی نہیں، اس کے حلق سے بھیا مک پیچ بلند ہوئی تھی، ایزد نے جو ہاتھ سے مارنے کے لئے اٹھایا تھا، اسی ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھا منی کی کوشش کی لیکن وہ میرھیوں پر سے لڑھتی ہوئی پیچ گر رہی تھی۔

”عیشال؟“ وہ درد بھر کی آواز میں چلایا تھا، مگر وہ اس کی بھروسہ کی پکار سے بے نیاز میرھیوں کے اختتام پر اوندھے منہ پڑی تھی، ایزد آفریدی کو گا کہ جیسے کوئی اس کے وجود سے زندگی کو نوچ کر بھٹک سے تو اس کی زندگی میں سکون آیا تھا، اس کا بہنسے مکرانے کا دل چاہنے لگا تھا، جس کی نکت کے بھی اس نے خواب دیکھے تھے، وہی پیچا اور اس کے فریب بیٹھ کر اس کا چہرہ سامنے کیا، اس کی پیشانی سے بھل بھل خون بہر رہا تھا،

سمیتی ہوئی عیشال پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں ایک عرصے کے بعد چمک کو ندی تھی، سیل فون آف کر کے اس نے اپنا لیپ ناپ نزدیک کر لیا۔ ”کس کی کال تھی؟“ وہ بے ارادہ پوچھ بیٹھی، ایزد نے چوپک کر نظر اٹھائی اور اسے بغور دیکھا، وہ کچھ بدملی سی لگی تھی۔

”بجل سے بات ہوئی تھی۔“ اس نے مسکراہٹ لیوں میں دبائی۔ ”بجل سے۔“ اس نے حیرت سے ایزد کے الفاظ دیکھا۔

”بیوی میں اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اور شایان جب پاکستان لوٹیں اور کراچی آئیں تو ہماری طرف قیام کریں۔“ ایزد نے بتایا تو وہ سوچتے تھے کہ کیا ایزد آفریدی کو بجل سے محبت ہو گئی، اس کی بات سے تو اس نے بجل کو حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔

”کیا سوچتے ہیں۔“ اس کے پھرے پر تاؤ محسوس کر کے ایزو نے پوچھا تو اس نے من و عن بتا دیا، اس کی بات سن لیا ایزد کا دماغ گھوم گیا۔ ”اس لڑکی کو ازاد رہا تھا کہ اس کے سوا پچھے نہیں ہے، یہ بھی اپنھا ہوا کہ عدید کی خواہش ہے اس لڑکی سے شادی کی۔“ آغا جی نے ایک طویل سانس لیا، تب ہی ماہ نور کا رذیلمیں لے کر آئی، آغا جی کے لئے فون کاں تھی، وہ فون پر بات کرنے لگے، جبکہ عموجان پچھے سوچنے لیں۔

”اس لڑکی کو ازاد رہا تھا کہ سوا پچھے نہیں ہے۔“

”جست شٹ اپ۔“ وہ دھاڑا۔ ”میں کل لگ ہوتے ہی آنکاب منزل چل جاؤں کی، میں اب آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔“ اس نے بنا پکھو جو تھک کیا تھا، اس کے کارروازہ بند کرتی ہوئی باہر نکل گئی، ایزد تیر قدموں سے چھتا اس کے پیچھے لپکا۔

”اس طرح وہ اسے جانے نہیں دیے کا، تھی مشکل سے تو اس کی زندگی میں سکون آیا تھا، اس کا بہنسے مکرانے کا دل چاہنے لگا تھا، جس کی نکت کے بھی اس نے خواب دیکھے تھے، وہی پیچا اور اس کے فریب بیٹھ کر اس کا چہرہ سامنے کیا، اس کی پیشانی سے بھل بھل خون بہر رہا تھا،

کی سمجھ میں میری بات آئی یا نہیں۔“ انہیں ایزد کے ساتھ ہوئی اپنی بات چیت یاد آئی۔

”بھی بھی میں سوچتا ہوں کہ کیا یہ میرا وہی پیٹھے جس پر میں سخر کیا کرتا تھا۔“ آغا جی نے رجیدگی سے کہا۔

”ایسا کیا کیا کیا اس نے کہ سب نے ہی اس کے خلاف مجاز کھڑا کر لیا ہے، ایک ہے سماں لڑکی کو سہارا ہی تو دیا ہے، اس کے سر پر آنچل ڈالا ہے، ہم سب نے تو اسے اس کی ہی نظر وہ سے گردی کر دیا ہے، جیسے اس نے تو یہ عظیم گناہ کر لیا ہو۔“ پہلی بار کشمکش نے فرید آفریدی کے سامنے ایزد آفریدی کی طرف داری کی تھی۔

”س نے کہا تھا اسے کہ اپنے ملدار کے ساتھ کیا کوچھا کر رکھے، آج انعام دیکھ لیا، آپ نے، وہی اس تو کی کارشنہ لینے کے لئے تیار نہیں ہے، یہ بھی اپنھا ہوا کہ عدید کی خواہش ہے تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“ آغا جی صوفی پر شیم دراز کھڑے تھے۔

”حدید اور ماہ نور کی شادی کے ساتھ ہی عدید کی شادی بھی ہو جائے تو مجھے بھی سکون آ جائے۔“ عموجان نے دھیرے سے کہا۔

”آجائے گا آپ کو سکون، آپ کا پیٹا ایک معصوم لڑکی کی زندگی پر باور رہا ہے جانتی ہیں آپ اس نے آنکاب کی نیٹی سے شادی بدلتے لینے کے لئے کی ہے۔“ آغا جی کا لہجہ تھا، نجات نہیں پہ کیسے معلوم ہوا تھا۔

”وہ شرمندہ ہے، اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، وہ آپ سے معافی ماننا چاہتا ہے۔“

”بیوی میر بانی اس کی، لیکن بھی سے معافی مانگنے سے بات نہیں بنے کی، اپنی بیوی کے حقوق کا خیال کرے تھا کسی سے باوقال میں مصروف تھا، اس کا مزارج بہت خشکوار تھا، بہت دنوں کے بعد وہ پس بھی رہا تھا، بہت ہوئے اس کی نظر کرہے

”میں نے اسے سمجھایا تو تھا، بر جانے اس

ہماری نیکی میں شامل ہو جائے گی، جمارے ساتھ ہی رہنے گی گی۔“ ماہ نور کی خوشی دیدنی تھی، پہلے سب ہی خوش تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ رشتہ بن جائے، عموجان کی امید تھی کہ آغا جی کی طرف سے اعتراض نہیں اٹھے گا، ایزد کے علم میں بھی تھا کہ راہیں اس کی پیٹھے کے خلاف نہیں جائے گی، دوسرے روز وہ بوت آیا تھا، عموجان کے پاس عدید موجود تھا سے احمدیان تھا، سگر ہٹ ایزد کی انگلیوں کی پوروں کو جلا نے لکھا، اس نے جو مکر کر سگر ہٹ کو سکل کر لان کی جانب اچھا دیا اور اندر کمرے میں چال آیا، صوفی پر عیشال اس کروٹ بد لے لیشی ہوئی تھی، ایزد بھی گہری سانس لے کر بیٹھ پر لیٹ گیا۔

☆☆☆

”دلو کی اچھی ہے اور جب عدید کی مرضی ہے تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“ آغا جی صوفی پر شیم دراز کھڑے تھے۔

”حدید اور ماہ نور کی شادی کے ساتھ ہی عدید کی شادی بھی ہو جائے تو مجھے بھی سکون آ جائے۔“ عموجان نے دھیرے سے کہا۔

”آجائے گا آپ کو سکون، آپ کا پیٹا ایک

معصوم لڑکی کی زندگی پر باور رہا ہے جانتی ہیں آپ اس نے آنکاب کی نیٹی سے شادی بدلتے لینے کے لئے کی ہے۔“ آغا جی کا لہجہ تھا، نجات

ہو گیا ہے، وہ آپ سے معافی ماننا چاہتا ہے۔

”بیوی میر بانی اس کی، لیکن بھی سے معافی مانگنے سے بات نہیں بنے کی، اپنی بیوی کے حقوق کا خیال کرے تھا کسی سے باوقال میں مصروف تھا، اس کا مزارج بہت خشکوار تھا، بہت دنوں کے بعد وہ پس بھی رہا تھا، بہت ہوئے اس کی نظر کرہے

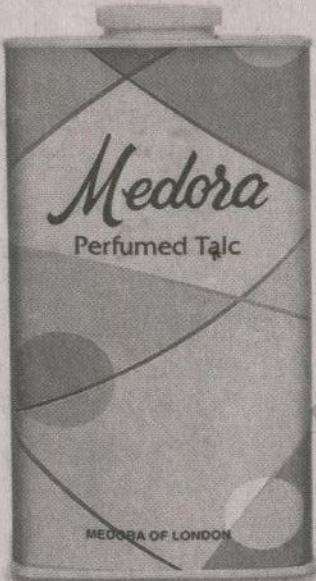
”میں نے اسے سمجھایا تو تھا، بر جانے اس

Medora

Perfumed Talc

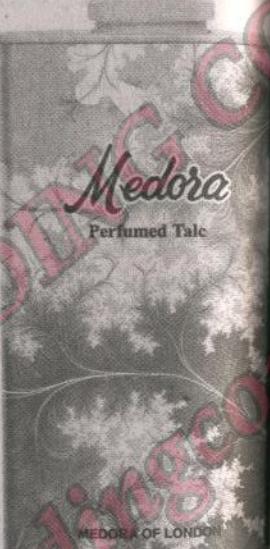
خوشبو جودل کو بھائے
تازی چوہر کو دی پھائے

Joy



میدورا پرفیومڈ تالک
کی تازگی جگاتی
خوشبو سے
ملے اپ کو ملکتا فریش
احسان چوہر ہدایت بیٹ
آپ کے مانگے

Cherish



8 مختلف دلفریب خوشبوں میں دستیاب ہے

جتنی میں Pleasure, Chersih, Joy, Season, Passion

اور Dignity, Greetings شامن ہے

MEDORA OF LONDON

اجازت نہیں دی تھی، البتہ وہ اسے شئے میں سے دیکھ سکتے تھا اور وہ دیکھ رہا تھا، شئے سے نظر آنے والے مظہر کو دیکھ کر اس کا دل کرانے لگا تھا، اب ہی کی نے زمی سے اس کے کندھے پر باتھ رکھا، اس نے مز کر دیکھا اور ایک پلی کو مجدد ہو گیا، آغا جی تھے اور ان کے ساتھ حدیب بھی تھا، اس کا ضبط ثوٹ گیا اور وہ بے اختیار آغا جی کے لگائیا۔

”آغا جی! کچھ گریں، اسے بچالیں۔“ وہ بکھر رہا تھا۔

”سب تھک ہو جائے گا ایزدم تم تسلی رکھو۔“ خونوں نے میسے سلی دی، اپنی نظروں کے سامنے اپنے انکوتے میں کواس حال میں دیکھ کر وہ تمام نارا صکی بھول گئے تھے، اس کا بکھر انداز بتا رہا تھا کہ وہ عیشال کی حیثیت کو تسلیم کر چکا ہے۔

”حدیب تم ایزد کا خیال رکھو میں ڈاکٹر سے بات کرلوں۔“ آغا جی کے جانے کے بعد حدیب نے بتایا کہ غوجان نے رات کو ایزد کے گرفون کیا تھا، جسے گزارنے رسیو کیا تھا اور اسی نے ہی انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا تھا، آغا جی نے صورت حال جانتے ہی چہاز کی سیشنیں لیکر کروائی تھیں، عموجان اور ماں توڑی ہی آنا چاہتی تھیں لیکن آغا جی نے فی الحال انہیں منع کر دیا تھا۔

”ہسپتال کے بارے میں کیسے پتا چلا۔“

اس نے پوچھا۔

”تمہارے ڈرائیور سے پتا چلا جسے تم رات کو ہی واپس بھیج چکے ہو۔“ حدیب نے بتایا، حدیب جواب دے کر آغا جی کی جانب دیکھنے لگا جو غالباً ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد واپس ان جانب آرہے تھے۔

”آغا جی پلیز مجھے معاف کر دیجئے، میں نے مان لیا کہ غلطی میری ہی تھی، اگر پہلے ہی میں

وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی، وہ اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر باہر کی جانب دوڑا، اس کی پیش عیشال کے خون سے تر ہوئی جا رہی تھی۔

”اسلم گاڑی لکالو۔“ وہ پوری قوت سے چینا تھا، اور پھر تیز رفتاری کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے وہ عیشال کوے کر ہسپتال پہنچا تھا، اسلام بھی اس کے ساتھ ہی تھا، پھر سیٹ بھی عیشال کے خون سے تر ہو گئی تھی، ہسپتال پہنچ پر اسے فوری

تریجینٹ دیا جانے لگا تھا، ایزدم خالی کر کی پہاڑے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا ہوا تھا، اسے اپنی دھر کیس ماتم کرنی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں، اپنا

آپ اسے قابل نفرت لگ رہا تھا، آج اس کی وجہ سے عیشال اس حالت کو پیچی ہی، گھری کی سویاں بہت ست روی سے آگے بڑھ رہی تھیں، چور کی اذان کے وقت ڈاکٹر نے آکر بتایا کہ مریضہ کا جلد ہوش میں آنا بہت ضروری ہے، ورنہ وہ کوما میں بھی جاتی ہے، ایزد یہ سن کر اندر ہی اندر ڈھنے گیا تھا، وہ ڈھنے قدموں سے فجر کی نماز کے لئے مسجد میں چلا آیا، سلام کے بعد اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس ہستی کے آگے پھیلا دیئے جو مردوں میں بھی جان ڈال سکتا ہے جو دعا سے مقدار بھی پدل سکتا ہے، ایزد اس ہستی سے عیشال کی زندگی کی بھیک مانگنے لگا، وہ لڑکی اس کی رگ جاں میں بستی ہی، وہ جانتا تھا کہ اگر عیشال کو کچھ ہو گیا تو وہ جی لے گا، پر وہ زندگی بھر مسکرا نہیں پائے گا۔

ایزد کے آنسوؤں کے چہرے کو بھکور ہے تھے، بہت دیر کے بعد جب آسمان نے اجائے کا آچل اوزھلیا تب وہ مسجد سے باہر نکل آیا، عیشال اپنائی گنبدراشت کے یونٹ میں ہی۔

ڈاکٹر نے ایزد کو اس کے پاس جانے کی

جوت 2015 (108) ہستیا

از کم مجھے اپنی غلطی کا دراک ہو گیا اور پھر میں اپنی محبت کو حاضل کرنے میں بھی کامیاب رہا، جمل سے شادی کی صورت میں مجھے عمر بھر یہ کہ ستائی رہتی کہ میں بھوتے کی زندگی گزار رہا ہوں۔“ اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”آپ کی اتنا کو یہ کہے گوارہ ہوا کہ آپ انہماں محبت کریں۔“ اس کے لبوں پر دھی مسکان دیکھ کر ایزد کا دل شانت ہو گیا۔

”دبس پار کیا کروں انا کوڈاٹ ڈپٹ کر ایک طرف بخدا دیا ہے، تم اس قدر انگور کرہی تھیں میری تو جان پر بن آئی تھی، میں نے زندگی میں بھی خود لواس قدر بے بس محسوس نہیں کیا جتنا اس وقت کیا جب تم ہوش و خرد سے بگانہ آئی کی یوں میں موجود تھیں، میں ان لبوں کا تصویر کروں تو میری سانسیں تھیں لکھتیں ہیں، اگر تمہیں کچھ ہو جلتا تو میں کیا کرتا۔“ اس نے عیشال کے دلوں پاٹھا نے لبوں سے لگائے، عیشال کو کہ اس کی عمر بھر کی محرومیاں مت گئی ہوں۔

”ایزد آپ وعدہ کریں کے آپ عمر بھر صرف اور صرف میرے ہو کر رہیں گے۔“ اس کی بات سن کر ایزد سکرا دیا۔

”ایزد آفریدی صرف تمہارا ہے، تم میری دفائیں بھی بھی کھوٹ نہیں پاؤ گی، نہ ہی ہماری محبت میں کوئی حصہ دار بنے گا، میری محبت میری دفائیں بھی تمہارے لئے ہے۔“ اس نے عیشال کو اپنے حصار میں پاندھ لیا تھا، اس کا اس کا الجھ عیشال کو یقین دلا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر قائم رہے گا۔

☆☆☆

دیکھتا رہا، ہوش لوئے تو سخت شرمندگی ہوئی کہ عیشال کو دیکھا وہ اب بھی اپنی ہتھیلی کو بخورد دیکھ رہا تھا، اس کے چہرے کی زردی اور اداسی ہوں، پر یہی حقیقت تھی، ایسا میرے ساتھ ہو رہا تھا، میں نے یہ سب ماں نور سے بھی شیر کیا تھا، میں بہت پریشان بھی تھا اور میں نے اس سکے کا تکلیف کیا، اس کو اپنے اتنے نزدیک دیکھ کر عیشال نے کھلکھلا چاہا لیکن اس کی خواہش کو ایزد سددو دکر دیا، اس کا ایک ہاتھ قھان کر۔ بہت تم نظر نہیں آؤ گی تو رفتہ رفتہ سب تھیک ہو بولی۔

”میری طرف دیکھو عیشال۔“

”مجھے نہیں دیکھنا، آپ میرا ہاتھ پر جو اس کے بعد یہی محبت اور کہاں کی محبت، میرا دل دیں۔“ اس نے ضدی لجھ میں دوہرایا۔

”عیشال خدارا بچھ پر شک کرنے کا اسی ختم کر دو، میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں،“ برس کی تھی، لیکن جب دہن بن کر تم میرے وقت سے جس تھیں پہلی بار دیکھا تھا۔“ عیشال تھر میں آئی تھیں تب مجھے پھر سے یاد آگیا کہ نے بے قیمتی سے نظر اخراج کر دیکھا۔

”میں حق کہہ رہا ہوں۔“ اس نے یہیں تو تم سے محبت کرتا ہوں اور اسی محبت کو دلانے کی سعی کی، جو ہم عیشال نے سردا ریکی۔

”سارا لیا، میں بہت مشکل میں فقار ہو گیا تھا، باسیں ہلایا، گوایا اسے ایزو دی بات کا یقین تھا،“ تھیں تکلف دے کر مجھے سکون نہیں ملتا تھا عیشال، تمہاری تکلیف دیکھ کر مجھے تکلیف ہوئی جیت لے۔

”آپ نے جعل سے منع کی تھی تو ظاہر تھا کہ مجھی بھی.....“ اس نے بات اور جعل سے منع ہوتی اور بھر بند کر لیتی تھی۔

چھوڑی۔

”جبل کو آغا جی نے سند کیا تھا، پھر میں اسے دیکھا تو مجھے بھی اچھی تھی، لیکن اچھے تو نہ تھے۔“ بالآخر اس سے چپ نہ رہا ایسا۔

”مجھے سب سے زیادہ اپنی انا یاری ہے کرتے، جعل سے منع کے موقع پر میں نے ایک ایزت نفس عزیز ہے، کوئی مجھے عہد نہیں کیے دیکھا اور اسی وقت میرا دل مجھے دھوکہ دے دیں ہرگز نہیں سہب سنتا اور پھر آغا جی کو ناراض گیا، پر اس وقت میں نے دل کو قابو کر لیا۔“ بھی مجھے گوارہ نہیں تھا لیکن اب میں سوچتا جب دوبارہ تمہیں شانگ ہاں میں دیکھا تو اس کو جو کچھ ہوا شاید یہی تھیک تا، اس طرح تم اختیار نہیں رہا اور میں ماحول سے بے جر

آپ کو یا عموجان کو بتا دیتا تو آج صورت حال مختلف ہوتی، اس غلطی کی میں بہت سزا پا چکا ہوں۔“ وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا، آغا جی تو اسے پہلے ہی دل سے معاف کر چکے تھے، انہوں نے اسے گلے کا لیا، تب یہی نہیں نے آ کر بتایا کہ عیشال کو ہوش آگیا ہے، لیکن فی الحال ڈاکٹر نے اسکن ادویات کے زیر اثر رکھا ہے، ایزد آفریدی کی آنکھوں سے تشكیر کے آسور وال ہو گئے تھے، وہ مسجد میں شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلا گیا، شام کے وقت راتیل آج تھی تھی، وہ عیشال کے لئے سوب نا کر لائی تھی اور اب اصرار کر کے اسے پلا رہی تھی، خون زیادہ پہنچانے کی وجہ سے اس کی رنگت زدہ ہو رہی تھی، ایزد نے آغا جی اور حدید کو گھر بیچ دیا تھا، البتہ وہ جانے سے پہلے عیشال سے ملاقات کر کے گئے تھے، جب انہوں نے عیشال کے سر بر ہاتھ رکھا تھا، اس کی آنکھیں بے آواز بنتے لیں تھیں، تب آغا جی نے کہا۔

”ہم نے تمہیں دل سے بہو تسلیم کر لیا ہے، تم ہمارے لئے ماہ نور کی طرح قابلِ عزت ہو۔“ ایزد اس کی زرد رنگت کو دیکھتے ہوئے چھوٹ سوچ رہا تھا، وہ مسلسل ایزد کو نظر انداز کر رہی تھی، اس کی جانب دیکھنے کی رو دار بھی نہیں تھی۔

”راتیل سنو۔“ ایزد نے پکارا۔

”بھی بھائی۔“ وہ ایزد کی جانب مڑی جبکہ عیشال کی نظر میں اپنے ہاتھوں پر جبی ہوئی تھیں۔

”تم ایسا کرو کہ اللہ کے ساتھ گھر چلی جاؤ اور آغا جی کے لئے کھانا بنا لو، انہیں گلزار کے ہاتھ کا بنا کھانا پسند آئے نہ آئے اور پھر تم کچھ دیار آرام بھی کر لیتا۔“ ایزد نے رسان سے کہا تو راتیل نے عیشال کو سوب ختم کروایا اور پھر انھیں کھڑی ہوئی، اس کے جانے کے بعد ایزد نے